REGISTERED WITH THE REGISTERAR OF NEWSPAPER FOR INDIA AT NO R.N 61/57

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ   وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO P/GDP-23

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد ۴۴

شمارہ ۳۵

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک ۳۰ پاؤنڈ یا ۴۵ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

ہفت روزہ بدر قادیان (پنجاب) ۱۴۳۵۱۶

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516.

۴ ربیع الثانی ۱۴۱۶ ہجری   ۳۱ ظہور ۱۳۷۴ ہش   ۳۱ اگست ۱۹۹۵ء

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۳۰ اگست (ایم ۔ ٹی ۔ اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

ہم آگے بڑھنے کیلئے پیدا کئے گئے ہیں آگے سے آگے بڑھتے چلے جائینگے

۱۴۸ ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے اور پھل پھول رہا ہے ۔ ۷ نئے ممالک میں جماعت کا نفوذ ۔ ۲۲۵۹ نئی جماعتوں ۔ ۶۹۳ نئی مساجد اور متعدد نئے تبلیغی مراکز کا قیام

خدمتِ خلق اور تعلیمی و طبی خدمات کے علاوہ دعوت الی اللہ کے عالمی محاذ کے شیریں ثمرات

دورانِ سال جماعت احمدیہ پر نازل ہونے والے بے انتہا افضالِ الٰہی کا نہایت ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ ۲۹ جولائی ۱۹۹۵ء

جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز ۲۹ جولائی کے تیسرے اجلاس کی کارروائی لنڈن وقت کے مطابق شام چار بجے شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید اور اس کے ترجمہ کے بعد مکرم ثاقب زیروی صاحب نے اپنا نعتیہ کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم اردو کلام بنگالی بھائیوں نے پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب کے شروع میں ان اشعار کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جس بے قراری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں اور اس کے حضور گریہ و زاری کی اس کی کچھ جھلک ان اشعار میں آپ نے سنی جو آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں مگر خاص قابل ذکر بات ان اشعار میں یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ دن رات دین کی محبت میں سلگ رہے تھے اور سراپا اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں کھوئے گئے تھے مگر طلب ہے کہ مٹتی نہیں اس لئے خدا سے یہ عرض کرتے ہیں کہ ۔۔ اے خدا مجھے کچھ اور دے مجھے اور دیوانہ بنادے یہاں تک کہ دین کے سوا اور کچھ باقی نہ رہے حضور نے فرمایا یہ وہ دعائیں ہیں جو رحمت بن کر آج کل عالم میں جماعت احمدیہ پر برس رہی ہیں اور انہیں کا فیض ہے جو آج ہم اس اجتماع کی صورت میں دیکھ رہے ہیں جو کل عالم میں یکساں ایک وحدت کا نشان بن کر جماعت احمدیہ کا ایک ایسا سالانہ جلسہ بن گیا ہے جس میں شمال اور جنوب اور مشرق کے فرق مٹ گئے ہیں وہ جو دعائیں یہاں سے اٹھ رہی ہیں وہ جاپان سے بھی اٹھ رہی ہیں وہ امریکہ اور فجی اور نیوزی لینڈ سے بھی اٹھ رہی ہیں ۔ افریقہ کے ممالک سے بھی بلند ہو رہی ہیں ۔ اور پاکستان اور ہندوستان کی سرزمین سے بھی۔

آج کل عالم میں یہ جلسہ واحد جلسہ ہے جس کی کوئی نظیر دنیا میں کہیں دکھائی نہیں دے سکتی اور کونسا جلسہ ہے جو اس طرح عالمی سطح پر منایا جا رہا ہو۔ حضور نے اہلِ ربوہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں یہ عالم ہے کہ تمام تر احباب مرد عورتیں بڑے اور بچے ٹیلی ویژن کے سامنے آنکھیں لگائے اور دل فدا کئے بیٹھے ہیں اور کسی اور چیز کی حاجت محسوس نہیں کر رہے دن رات یہی تذکرے اور انہی لمحوں کا انتظار ہے کہ کب ہم ٹیلی ویژن کے ذریعہ عالمی جلسہ میں شریک ہوسکیں

منیر احمد حافظ آبادی پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

حضور نے فرمایا یہ عظیم معجزہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عاجزانہ اور متضرعانہ دعاؤں ہی کا پھل ہے جسے ہم آج کھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بے شمار سلام اور درود بھیجے ہمیشہ آپ کے درجات بلند کرتا رہے کیونکہ آج اسلام کو زندہ کرنے کے لئے جس پر خدائی نظر انتخاب پڑی وہ خدا تعالیٰ کی قسم مرزا غلام احمد آف قادیان تھا۔

حضور انور نے دوسرے روز کے اجلاس کے موضوع کی طرف آتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل نازل ہو رہے ہیں ایسا حسن ہے جو آسمان سے اُتر رہا ہے کہ سمجھ نہیں آتی کہ کیسے بیان کریں اور کیسے ترک کریں۔ حضور نے فرمایا کہ خدا کی قسم آج احمدیت کے سفر پر سورج غروب نہیں ہوتا اور مسلسل حسن سے محسن میں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساتھ ۱۴۸ ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے اور پھول پھل رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ احمدیت کا یہ سفر جو سو سال سے جاری ہے اب ایک ایسے دور میں داخل ہو گیا ہے جو اب تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ گذشتہ گیارہ سال میں جو میرا دورِ ہجرت ہے ۵۷ نئے ممالک احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں، دوران سال جو ممالک شامل ہوئے ہیں، ان میں کمبوڈیا ویتنام۔ لاؤس۔ میکیڈونیا۔ جمیکا۔ گرینیڈا اور EQUATORIAL GUINEA شامل ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم رفیق چانن صاحب کا ذکر فرمایا جنہیں تھائی لینڈ میں اور قریبی دوسرے ممالک میں دعوت الی اللہ کے کام کو آگے بڑھانے میں نمایاں خدمت کی توفیق ملی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہاں دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں ایمان افروز واقعات ظاہر ہوئے ہیں ہر جگہ اللہ تعالیٰ آسمان سے تائید کے فرشتے اُتار رہا ہے۔ رؤیا و کشوف کے ذریعہ جماعت کے لئے دلوں کو تیار کر رہا ہے۔ ایسی بہت سی مثالوں میں سے ایک کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ایک خاتون نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک بہت بڑے بزرگ آدمی ہیں جو ہاتھ میں سونٹی پکڑے ہوئے ہیں اور ایک تعمیر کی جانے والی مسجد کے قبلہ رخ کی طرف سے آرہے ہیں یہ بزرگ مسجد کا گیٹ کھول کر اندر جاتے ہیں تو ہم لوگ جو مسلمان ہیں ان کے پیچھے اندر جاتے ہیں اور ہم سب ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور کچھ لوگ جو بدھ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں وہ اندر آنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اندر نہیں آسکتے جب ان کو تصاویر دکھائی گئیں کہ کیا ان میں وہ بزرگ موجود ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر اس نے بے اختیار کہا کہ یہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے رؤیا میں میری راہنمائی فرمائی تھی۔

حضور نے فرمایا کہ مختلف ملک مختلف ممالک کے سپرد کئے گئے تھے جس ملک نے سچی دیانتداری اور خلوص کے ساتھ میری آواز پر لبیک کہتے ہوئے دئے گئے پروگرام پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے فضلوں سے محروم نہیں رکھا امریکہ کے سپرد جمیکا اور گریناڈا کئے گئے تھے دونوں ممالک میں اللہ کے فضل سے امریکہ (شمالی وجنوبی) کی کوششوں سے جماعت قائم ہو چکی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ میکیڈونیا کا ملک یوربین ممالک کے سپرد کیا گیا تھا اس سلسلہ میں سب سے نمایاں کام کرنے کی توفیق جرمنی کی جماعت کو ملی۔ حضور نے فرمایا کہ یہ قوم پنجاب سے تعلق رکھتی ہے ان کی زبان میں پنجابی کے الفاظ کثرت سے ملتے ہیں۔ حضور نے فرمایا میں نے ان سے کہا کہ یہ تو وہی مشرقی پنجاب ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا ہوئے تھے معلوم ہوتا ہے خدا کی تقدیر ہے کہ دنیا کی حقیقی عالمی فتح خدا نے پنجاب کے اس امام کے ساتھ وابستہ کی ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی غلامی میں تمام دنیا کو زندہ کرتا ہوا فتح کرے گا اور آپ کو خدا نے یورپ میں ایک پیش قدمی کرنے والے دستے کے طور پر بھیج رکھا ہے اس بات پر ان کے دلوں میں بڑا ولولہ پیدا ہوا۔ انہوں نے کہا ہاں ٹھیک ہے سکندر اعظم کو فتح کیا ہے ہم اسلام کے لئے دنیا اس طرح فتح کریں گے کہ سکندر اعظم کی فتوحات کی یاد ماند پڑ جائے گی۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کے ان نیک ارادوں میں برکت دے اور ان کی تائید فرمائے۔

حضور نے EQUATORIAL GUINEA کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مغربی افریقہ کا یہ ملک گیبون اور کیمرون کے درمیان واقع ہے۔ یہ نائیجیریا کی جماعت کے سپرد تھا الحمدللہ کہ اب وہاں بھی جماعت قائم ہو گئی ہے۔ علاوہ ازیں امسال گوئٹے مالا مشن کے ذریعہ ELSALVADOR میں کولمبیا مشن کے ذریعہ وینزویلا میں اور امریکہ کے ذریعہ پیرو میں کوششوں کا آغاز ہوا ہے لیکن ابھی معین کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔

ملک وار نئی جماعتوں کا قیام

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہاں تک ملک وار نئی جماعتوں کے قیام کا تعلق ہے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس سال ۲۲۵۹ مقامات پر نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں اپریل ۸۴ء سے لے کر اب تک پاکستان کے علاوہ جماعتوں کی تعداد میں اللہ کے فضل سے ۵۶۱۷ کا اضافہ ہوا ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میں سیرالیون سر فہرست ہے پھر غانا پھر بورکینا فاسو پھر سینیگال اور پھر زائر کا نمبر ہے۔ سالِ رواں میں بھی جماعت کے نفوذ اور نئی جماعتوں کے قیام کے لحاظ سے سر فہرست سیرالیون ہے۔ غانا دوسرے نمبر پر ہے بورکینا فاسو تیسرے نمبر پر بھارت جواب بڑے جوش کے ساتھ اُٹھ رہا ہے اور بڑی تیزی کے ساتھ تبلیغ میں آگے بڑھ رہا ہے اس کا چوتھا نمبر ہے اور سینیگال پانچویں نمبر پر آتا ہے۔

نئے علاقوں میں نفوذ

دورانِ سال نئے علاقوں میں نفوذ کے لحاظ سے بورکینا فاسو سر فہرست ہے اس نے ۲۶۰ نئے دیہات میں نفوذ کیا ہے۔ دوسرے نمبر پر بھارت ہے اُسے ۲۱۶ مقامات پر جہاں پہلے احمدیت نہیں تھی وہاں احمدیت نافذ کرنے کی توفیق ملی ہے اور تیسرے نمبر پر آئیوری کوسٹ ہے۔

حضور نے فرمایا یہ معمولی اعداد وشمار نہیں ہیں۔ احمدیت کو مٹانے کی کتنی بڑی بڑی کوششیں کی گئیں بڑی بڑی تعلّیوں کے ساتھ بڑی بڑی طاقتیں اُٹھی تھیں کہ ہم آئندہ چند سالوں میں احمدیت کو مٹا کر رکھ دیں گے احمدیت کی خاک اُڑا دیں گے۔ ان لوگوں کی خاک اُڑ گئی وہ صفحہ ہستی سے مٹا دئے گئے اور احمدیت ہے کہ دن بدن کل عالم میں پھیلتی چلی جا رہی ہے۔

مساجد کی تعداد میں اضافہ

حضور نے فرمایا کہ پاکستان میں احمدیہ مساجد کو گرایا گیا ان پر تالے لگائے گئے ان سب کو ملا کر ۲۵-۳۰ سے تعداد نہیں بڑھتی مگر صرف اس ایک سال میں اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کو ۷۶۲ نئی مساجد عطا کی ہیں اور ۶۹۱ وہ مساجد ہیں جو نومبائعین کے ساتھ ہی ملی ہیں۔ اس کے علاوہ ۹۱ مساجد اس وقت زیر تعمیر ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ یوگنڈا میں ایک گاؤں میں جماعت کا قیام عمل میں آیا تو وہاں کے احمدیوں نے ایک چھوٹی سی مسجد بنائی جس کے مقابل پر غیر احمدیوں نے بھی ایک وسیع پختہ مسجد بنائی وہ مسجد جب انہوں نے تعمیر کر دی تو وہ سارے کا سارا علاقہ احمدی ہو گیا اور وہ مسجد بھی احمدیت کو مل گئی۔ ہندوستان میں بھی افریقہ کی طرز پر وسیع کامیابیاں نصیب ہو رہی ہیں صوبہ آندھرا پردیش کے امیر صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ علاقہ وارنگل میں ایک گاؤں پورے کا پورا اجتماعی طور پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ ایک بنی بنائی مسجد بھی جماعت کو مل گئی ہے۔

افریقہ میں نئے تبلیغی مراکز

حضور نے فرمایا کہ افریقہ میں جہاں تک نئے تبلیغی مراکز کا تعلق ہے ان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۵ نئے تبلیغی مراکز کا اضافہ ہوا ہے ۸۴ء تک افریقن ممالک کے تبلیغی مراکز کی تعداد ۱۰۳ تھی اب اللہ کے فضل سے یہ تعداد ۲۳۱ ہو گئی ہے

یورپین تبلیغی مراکز کا اضافہ

حضور نے فرمایا یورپین تبلیغی مراکز میں بھی مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور اس پہلو سے جرمنی یورپ کے تمام دیگر ممالک کو پیچھے چھوڑ گیا ہے

(باقی صـ ۱۱ پر دیکھئے)

خطبہ جمعہ

تمام نظامِ کائنات صفاتِ باری تعالیٰ سے پھوٹتا ہے۔

اور:-

کوئی بھی قانونِ قدرت ایسا نہیں پیش کیا جا سکتا جس کا کسی اسمِ الٰہی یا صفتِ الٰہی سے تعلق نہ ہو۔

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۲ جون ۱۹۹۵ء مطابق ۲ احسان ۱۳۷۴ ہش بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن

خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے۔

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۲۴

(الحشر: ۲۴)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ ہالینڈ کا سولہواں جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے اور کل انشاء اللہ جماعت یو کے کی مجلس شوریٰ اور وہ بھی سولہویں مجلس شوریٰ ہے منعقد ہوگی امیر صاحب کی طرف سے تاکیدی پیغام ملا ہے کہ وہ چونکہ میری وہاں شوریٰ میں عدم موجودگی کو محسوس کریں گے اس لئے ان کے لئے کچھ دلداری کا انتظام ہونا چاہیئے۔ پس آج کے خطبے میں جہاں جماعت احمدیہ ہالینڈ کو مخاطب ہوں وہاں مجلس شوریٰ یو۔کے کو بھی مخاطب ہوں اور آج ہی انشاء اللہ یا کل صبح یہاں سے یہ ویڈیو کیسٹ وہاں پہنچا دی جائے گی تو انشاء اللہ وہ میرے اس پیغام کو ویڈیو میں دیکھ بھی سکیں گے اور سن بھی سکیں گے۔

اس مضمون کو جو آج میں چھیڑنے لگا ہوں صفاتِ باری تعالیٰ سے ہی تعلق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہر مضمون کا صفاتِ باری تعالیٰ سے تعلق ہے۔ تمام نظامِ کائنات صفاتِ باری سے پھوٹتا ہے اور کوئی بھی قانونِ قدرت ایسا نہیں پیش کیا جا سکتا جس کا کسی اسمِ الٰہی سے یا صفتِ الٰہی سے تعلق نہ ہو تو نظامِ جماعت بھی صفاتِ باری تعالیٰ ہی کا انعکاس ہے اور وہ اسی وقت تک زندہ ہے اور اسی وقت تک روحانی ہے جب تک صفاتِ باری تعالیٰ سے ایک رسمی نہیں بلکہ حقیقی تعلق قائم رکھتا ہے اس ضمن میں میں گزشتہ خطبے میں جو "سلام" کی بات کر رہا تھا اسی سے متعلق میں چند مزید باتیں کہوں گا۔

"سلام" سے مراد ہے مکمل امن کسی قسم کا خوف نہیں، تسکین قلب، طمانیتِ قلب، ہر وہ چیز جو ہر خوف سے آزاد کرے اور آزاد اپنی ذات میں بھی اندرونی اندیشوں اور ہیجانوں سے آزاد کر دے اس کا اصل کامل نام "سلام" ہے اور سلام کا لفظ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور ذات پر اطلاق نہیں پا سکتا کیوں کہ ایک ہی خدا ہے جو ہر خوف سے پاک ہے اور ہر ضرورت سے پاک ہے اس لئے اس کو کوئی خطرہ نہیں کہ کبھی مجھے کوئی چیز چھوڑ کے چلی جائے اور مجھ میں کمزوری واقع ہو جائے اسی طرح وہ صفات کے لحاظ سے بھی کلیتہً امن میں ہے کیونکہ اس کی صفات میں کبھی کوئی ایسی تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی جو ایک برا نیا خدا کو ایک نئے خدا

سے جدا کرنے والی ہو اور یہ کہا جا سکے کہ پہلے تو یہ صفت اس میں بڑی قوت کے ساتھ پائی جاتی تھی اب اس میں کمی واقع ہو گئی ہے اور یہ وہ چیز ہے جو میں نے پہلے بھی بیان کی تھی اللہ کو زمانے سے پاک قرار دیتی ہے اور زمانے کے تغیرات سے بالا قرار دیتی ہے۔

ہر دوسرا شخص چاہے بڑی سے بڑی قوت کا مالک ہو اس کی قوت میں انحطاط ہے وہ ایک وقت تک عروج کر رہا ہوتا ہے اور اس عروج کے بعد پھر انحطاط پذیر ہو جاتا ہے۔ جب وہ عروج کر رہا ہوتا ہے تو اس کا ماضی نامکمل رہتا ہے اور ہمیشہ انسان واپس دیکھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ میں تو اتنا کمزور تھا، اتنا کمزور تھا، اتنا کمزور تھا اور رفتہ رفتہ مجھ میں یہ طاقتیں آئیں تو میں مکمل ہوا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اس کی تکمیل محض ایک نسبتی چیز ہے وہ کبھی بھی مکمل نہیں ہو سکتا جو رفتہ رفتہ ترقی کرکے آگے بڑھتا ہے وہ ایک ایسی منزل کی طرف رواں ہے جس کا اسے کوئی علم نہیں کہ کمال کہاں ہے اور کس مقام پر جا کر کمال حاصل ہوگا اور کمال سے پہلے اس کا سوال شروع ہو جاتا ہے۔ پس ہر چیز یا بلند ہوتے ہوئے دکھائی دیتی ہے یا زوال پذیر دکھائی دیتی ہے۔ روز کا سورج بھی ہمیں یہی پیغام دیتا ہے۔ پس نہ سورج کے لئے امن ہے نہ انسانی طاقتوں کے لئے امن ہے جو رفتہ رفتہ ترقی بھی کرتی ہیں اور پھر تنزل بھی اختیار کرتی ہیں مگر ایک خدا کی ذات ہے جو زمانے کے ان تاثرات سے بالا ہے اور اسے زمانے کی تبدیلیاں چھو نہیں سکتیں۔

اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "سلام" کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ سلام وہی ذات ہے جو ہر خطرے سے پاک ہے۔ اندرونی خطرہ ہو یا بیرونی خطرہ اندرونی خطرے کی بات میں نے کھول دی ہے بیرونی خطرے کے لحاظ سے جب وہ قادر اور توانا ہو وہ سلام نہیں ہو سکتا جب تک اسے قدرت نہ ہو کہ اگر کوئی چیز اس سے روگردانی کرتی ہے تو وہ اس سے بہتر پیدا کر سکتا ہے اور اگر نہ بھی پیدا کرے تو اپنی ذات میں وہ اس کا محتاج نہیں ہے جب تک یہ نہ ہو اس وقت تک وہ ذات سلام نہیں کہلا سکتی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو سلام کی تعریف فرمائی اس میں حقیقت میں بہت سی دوسری صفات جلوہ گر دکھائی دیتی ہیں۔ ایک لفظ "سلام" میں بکثرت خدا تعالیٰ کی دوسری صفات سے تعلق رکھتے ہوئے اپنے جلوے دکھاتی ہیں اور اسلام کو سمجھنا ہو تو "سلام" کو اس پہلو سے سمجھنا ضروری ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے متعلق فرماتا ہے کہ اللہ نے اُسے فرمایا۔ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (البقرہ: ۱۳۲) اے ابراہیم سلام ہو جا سلامتی میں آجا "اَسْلِمْ" اپنے آپ کو میرے رب کے سپرد کر دے۔ یہ دونوں معنی ایک لفظ "اَسْلِمْ" میں شامل ہیں۔ "اَسْلِمْ" کا مطلب ہے سلامتی میں آجا اور دوسرا مطلب ہے اپنے آپ کو میرے سپرد کر دے عموماً جو لغات ہیں ان میں یہ دونوں معنے الگ الگ بیان کرتی ہیں "سلام" کا ایک مطلب ہے امن اور ایک مطلب ہے سپردگی حالانکہ ایک ہی معنی ہے اس میں دو معنے موجود ہی نہیں ایک معنے کے دو پہلو ہیں کوئی ذات امن میں آ ہی نہیں سکتی جب تک اپنے آپ کو اللہ کے سپرد نہ کر دے اور وہ ذات جو سلام ہے اس کی حفاظت کے بغیر کوئی بھی پہلو انسان کا ایسا ہے جہاں سے وہ خوفزدہ ہے گا۔ صرف سلام ذات ہے جو ہر پہلو سے خوف کے خلاف ایک ایسا قلعہ ہے جس کے اندر خوف داخل ہو ہی نہیں سکتا ایسا ایک مضبوط حصار ہے جس کے اندر خوف کو داخل ہونے کی اجازت ہی نہیں ہے۔

پس جب تک سلام کے ساتھ ایسا تعلق نہ ہو کہ انسان اسی کے سپرد اپنے آپ کو کر دے اس وقت تک ہر قسم کے خوف رہتے ہیں اور جتنا زیادہ کوئی سلام کے اندر یعنی اپنے نفس کو چھوڑ کر اس کے اندر داخل ہوتا ہے۔ سلام سے مراد خدا ہے اور جب میں کہتا ہوں سلام کے اندر داخل ہوتا ہے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ قرآنی محاورہ ہے۔ "اَلَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا" جو ہمارے اندر جہد و جہد کرتے ہیں تو مراد یہ نہیں ہے کہ اللہ کی کوئی ایسی جگہ ہے جس میں انسان داخل ہو رہا ہے۔ مراد یہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ میں ڈوب رہا ہے اور صفات باری تعالیٰ میں اپنے آپ کو غرق کئے چلے جانا اور دنیا سے بظاہر غائب اور صفات میں گہرا اندرونی سفر اختیار کرنا یہی دراصل "جاھدوا فینا" کا معنی ہے کہ جو لوگ ہمارے اندر جد و جہد کرتے ہیں ہم خود ان کو پکڑ کر ان کی ہدایت کے سامان کرتے ہیں [illegible]

تو سلام کے پہلو سے یاد رکھنا چاہئے کہ سلام میں ابھی جب تک خدا یعنی سلام کی ذات میں مومن اپنے آپ کو غائب نہیں کرتا اس وقت تک جس پہلو سے اس نے اپنے آپ کو الگ رکھا ہوا ہے وہ پہلو اس کا خطرے میں ہے اب اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے میں چونکہ انہوں نے اپنی خدا کے تعلق سے اپنے آپ کو امانت دار بنایا تو اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کے سپرد خزانے کئے ان سپرد وہ سچائی کر دیئے جو ان کو مہر دیانت کئے گئے اور ہر ایک دنیا والے کی گردن ان کے سامنے جھکا دی بالکل یہی مضمون حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق میں بھی دکھائی دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَسْلِمْ ابراہیم نے کہا اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں تو پہلے ہی فرمانبردار ہوں۔ جب آگ میں پھینکنے کا وقت آیا تو اس وقت خدا کتنا لئے سے جو آگ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے یہ حضرت ابراہیم کے اسلام میں داخل ہونے کی بہت عظیم گواہی ہے یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ (الانبیاء: ۷۰) اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا کیونکہ یہ میرا بندہ ہے سلام کا بندہ ہے اور سلام کے بندے کو کوئی خطرہ نہیں۔ پس وہ لفظ سلام ثابت کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم کے حق میں ان کے اسلام کے حق میں اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم دائمی گواہی دے دی کہ واقعی وہ بندہ اس دعوے میں سچا تھا "اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"

سلام کے تعلق میں جہاں تک نظام جماعت کا تعلق ہے ہم سلام ہی کو نظام جماعت میں کارفرما دیکھتے ہیں اور اس سے سلام کا ایک گہرا تعلق غنی سے خدا تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت یا اسماء میں سے ایک اسم غنی ہے غنی وہ شخص ہوتا ہے یا وہ وجود ہوتا ہے جس سے اگر کوئی اپنا تعلق توڑ لے یا اپنی مدد اس کو بند کر دے تو اس کی ذات میں ایک ذرہ بھی فرق نہیں پڑتا اس وقت تعلق توڑنے والا ننگا ہو جاتا ہے اور اس وقت سمجھ آتی ہے کہ دراصل اس کا سہارا اس کو نہیں تھا بلکہ تعلق قائم رکھنے والا اس دھوکے میں مبتلا تھا کہ میری وجہ سے سلام کو کوئی طاقت ملی ہے۔ پس وہ ذات غنی کہلاتی ہے پھر۔ جو سلام ہو وہ غنی بھی ہوگی۔ جس کو کسی ذات سے کسی تعلق میں کوئی خطرہ نہیں وہ از خود غنی بھی بن جاتی ہے۔

پس یہ معنی ہیں جو ہم کہتے ہیں کہ خدا کی صفات ایک دوسرے سے پیوستہ رہتی ہیں ایک پہلو سے ایک صفت دوسری صفت کو پیدا کر رہی ہے۔ دوسری صفت دوسرے پہلو سے پہلی صفت کو پیدا کر رہی ہے ایک دائمی لازم و ملزوم کا تعلق ہے جو زاویہ بدلنے سے بہت ہی دلکش رنگوں میں دکھائی دینے لگتا ہے نئے نئے خوبصورت رنگ اس سے پھوٹتے ہیں۔ پس غنی وہ ذات ہے کہ جس کو احتیاج کوئی نہیں اور سلام کے یہ معنی یہاں ہوں گے کہ خدا کی ذات کو اگر تم اس سے تعلق جوڑو گے تو کوئی فائدہ اس حد تک تو نہیں ہوگا کہ تم اسے کچھ دے سکتے ہو اور جب تم تعلق کاٹو گے تو اس سے کچھ لے نہیں سکتے اس کی طاقت سے کچھ نکال نہیں سکتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا کہ خدا تعالیٰ غنی اور مستغنی ان معنوں میں ہے کہ اگر ایک انسان اس سے ساری کائنات جو کچھ بھی ہے وہ مانگ لے جہاں تک اس کا ذہن جا سکتا ہے وہ مانگ لے اور وہ اس کو دے دے تو اس کی خدائی میں اتنا بھی فرق نہیں پڑے گا جتنا ایک سوئی کو سمندر میں ڈبو کر نکالا جائے اور اس کے ناکے سے، کنارہ جو باریک چیز ہے اس کی، اس سے جتنا پانی چمٹا رہتا ہے وہ سمندروں میں جتنی کمی کر سکتا ہے اتنی کمی بھی خدائی میں نہیں ہو سکتی اور اگر کوئی تعلق توڑتا ہے تو اتنا بھی نقصان اس کو نہیں پہنچا سکتا۔

> **نظام جماعت بھی صفات باری تعالیٰ ہی کا ایک انعکاس ہے اور وہ اسی وقت تک زندہ ہے اور اسی وقت تک روحانی ہے جب تک صفات باری تعالیٰ سے ایک رسمی نہیں بلکہ حقیقی تعلق رکھتا ہے۔**

پس سلام اور غنی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم کا تعلق رکھتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ جب قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ سلامتی کے ساتھ تعلق جوڑو، سلام میں داخل ہو جاؤ تو اس کی ایک تعریف فرماتا ہے اور وہ یہ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ: ۱۱۱) اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں بھی خرید لی ہیں اور ان کے اموال بھی خرید لئے ہیں ان کے نہیں رہے اور جنت جو سلام ہے وہ اس کے بدلے ان کو عطا ہوگی۔ جنت کو سلام کہنا اس لئے درست ہے بلکہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم نے جنت کی تعریف ہی یہ فرمائی ہے کہ وہاں سلام سلام کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ سَلٰمًا سَلٰمًا ہر طرف سلامتی ہی سلامتی ہے۔ پس خدا کے وہ بندے جو وفات پا جاتے ہیں ان کو بھی یہی فرشتے پیغام دیتے ہیں کہ تم سلامتی میں آ گئے ہو۔

پس سلام کا لفظ تب اطلاق پاتا ہے انسان پر جب وہ اس طرح اپنے آپ کو سپرد کر دے کہ نہ اس کی جان اپنی رہے نہ اس کے مال اپنے رہیں اور ابراہیم علیہ السلام کو جو مکمل سلامتی نصیب ہوئی وہ اس بات کا قطعی ثبوت تھا کہ آپ نے اپنی جان بھی پیش کر

دی اور اپنے اموال بھی پیش کر دیئے اپنا کچھ بھی نہ رہا ایسی صورت میں جب سلام خدا اس کا جواب دیتا ہے تو سب کچھ اس کا ہو جاتا ہے کوئی چیز بھی اس کے دائرہ قدرت سے باہر نہیں رہتی اس کی ہر خواہش خدا پوری فرماتا ہے اور ایسے طریق پر فرماتا ہے کہ انسان کا تصور بھی ان باتوں تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ دنیا میں اس کا کچھ رکھتا ہے نہ دین میں اس کا کچھ رکھتا ہے۔ نہ روحانی طاقتوں کے لحاظ سے نہ قلبی طاقتوں کے لحاظ سے جو کچھ بھی انسان خرچ کرتا چلا جاتا ہے اللہ اسے اور بڑھ کر عطا کرتا چلا جاتا ہے

پس سلام ان معنوں میں بھی ہے کہ اس کو جو دو گے وہ ضائع نہیں ہو سکتا۔ ہر دوسری چیز ضائع ہو سکتی ہے مگر جو خدا کے سپرد کیا جائے وہ کم کبھی نہیں ہو سکتا اس سلام کا تعلق رحمانیت اور رحیمیت سے بھی ہے اور یہ مضمون چونکہ پھر زیادہ وسیع ہو جائے گا اس لئے میں مختصراً اسی حوالے سے رحیمیت سے اس کا تعلق بتاتا ہوں کہ زمیندار جو بیج پھینکتا ہے جو کوئی دانہ مٹی میں ملا دیتا ہے، رحیم خدا اس میں سے کچھ بھی رکھتا نہیں بلکہ جو رکھتا ہے اس سے بہت زیادہ عطا کر دیتا ہے۔ جو رکھتا ہے وہ دراصل نقص والے دانے کو رکھ لیتا ہے اسے واپس نہیں کرتا کیونکہ نقص والے دانے اگر پھوٹیں تو نقص والے بیمار بیج پیدا کریں گے ان میں سے صحت مند کو اختیار فرماتا ہے اور صحت مند کو پھر اتنا بڑھا دیتا ہے کہ اس کے مقابل پر جو دانے رکھ لئے گئے ان کی کوئی حیثیت ہی نہیں رہتی۔ یہی نظام ہے جو پیدائش اور تولد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اربہا ارب جراثیم بظاہر ضائع ہو رہے ہیں اور ان کے بدلے میں انسان کو جو ازدواجی تعلقات میں منسلک ہو کچھ بھی نہیں ملتا لیکن لوگوں کو یہ علم نہیں کہ خدا کا یہ نظام وہاں بھی کارفرما ہے کہ ہمیشہ اس کو واپس کرتا ہے اولاد کی صورت میں جو سب سے اعلیٰ ہو۔ یعنی اس مادے کے اندر جتنے بھی جراثیم ہیں ان کی دوڑ کرواتا ہے ان کا مقابلہ کرواتا ہے ان میں سے جو کمزور ہیں جو ناقص ہیں وہ وہاں اس مقام تک پہنچ ہی نہیں سکتے جہاں جا کر پھر بچے کی شکل اختیار کرنی ہے اور جو پہنچ جاتے ہیں غلطی سے یا کسی آدمی میں کمزور ہی کمزور ہوں سب جراثیم تو پھر وہ پنپتے نہیں پنپیں گے تو بیمار بچے کو پیدا کریں گے لیکن اس میں بھی ایک خاص اللہ کا فضل ہے جو بیمار بچے کی صورت میں بھی ہمیں دکھائی دے رہا ہے۔ بیمار بچہ پیدا کرنے کا نقص خدا کا نہیں قانون قدرت کا نہیں۔ وہ بلکہ جو کچھ بھی گیا تھا اس میں سے سب سے اچھا وہ بھی بیمار ہی تھا تو اسے لوٹا کر ہمیں سبق دیا گیا ہے کہ تمہیں اندر سے زیادہ سے زیادہ جو صلاحیت تھی وہ یہ تھی اور اس صلاحیت کو کم سے کم اس شکل میں دے دیتا کہ وہ باہر نکل کر ایک آزاد زندگی اختیار کر سکے یہ بھی اللہ کا فضل اور رحم ہے ورنہ تمہاری صلاحیت سے یہ بات بڑھ کر تھی۔

پس جو یہ نظام ہے کہ خدا رکھتا نہیں واپس کرتا ہے۔ یہ تمام کائنات پر حاوی ہے اس میں کوئی استثناء نہیں ہے۔ جو رکھتا ہے اس سے بہتر واپس کرتا ہے اور جو رکھتا ہے اس کے رکھنے میں فضل ہے۔ پس جتنے بھی بیج ہیں یا پھل نشوونما پاتے ہیں یا کائنات میں جتنی بھی زندگی کی قسمیں ہیں یہ امتحانات میں آزمائی جاتی ہیں ان میں سے ہمیشہ جو سب سے بہتر ہو وہ نشوونما پا کر آئندہ زمانے میں اس جنس کی نمائندگی کا حق حاصل کرتی چلی جاتی ہے۔ یہ ایک نظام ہے کوئی اتفاقی حادثہ نہیں پس ڈارون نے جب یہ کہا کہ SURVIVAL OF THE FITTEST تو اس کو کچھ بھی پتہ نہیں تھا کہ FITTEST ہوتا کیا ہے اس نے SURVIVAL OF THE FITTEST کو اتفاقی حادثات یا موسمی حادثات کا نتیجہ قرار دیا۔ یہ بالکل غلط ہے یہ FITTEST کا نظام اتنا گہرا ہے اور اتنا باریک در باریک ہے کہ اگر آپ سارے اس نظام پر غور کریں تو اتفاقی حادثہ کے نتیجہ میں FITTEST کے بچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اتفاقی حادثات کے نتیجے میں اکثر گندے اور بیمار اور ناقص وجود اوپر آئیں گے اور شاذ کے طور پر کوئی اچھا وجود ابھرے گا مگر یہ بحث پھر طویل ہے اس کو میں چھوڑتا ہوں اتنا اشارہ کافی

ہے کہ "سلام" کے دائرے میں جب آپ داخل ہو جاتے ہیں اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیتے ہیں تو پھر آپ کی ہر چیز کا نگہدار وہی بن جاتا ہے ہر خطرے سے آپ کو بچاتا ہے آپ کے اندرونی نقص پر بھی نظر رکھتا ہے کیونکہ آپ نے اندرونی طور پر بھی اپنے نفس کو ترک کر کے اس کے حضور سر تسلیم خم کر دیا تو ایسا شخص جو سلام کے تعلق میں آ جائے سلام کی چادر اوڑھ لے اس کو پھر کوئی خطرہ نہیں ہے اس کے تمام کام پھر اللہ خود بنا دیتا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال میں نے دی تو سلام کی تعریف اللہ نے یہ فرمائی۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ
وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

کہ مومنوں سے خدا نے ان کی جانوں کا بھی سودا کر لیا ہے ان کے اموال کا بھی سودا کر لیا ہے اور چونکہ وہ سلام ہے اس لئے غنی ہے۔ نظام جماعت کو کوئی شخص اپنی مدد کا ہاتھ کھینچ کر یا اپنی دولت واپس لے کر یا مالی مدد سے ہاتھ اٹھا کر ایک ادنیٰ ذرہ بھر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہاں اپنا نقصان کرے گا۔

پس مجلس شوریٰ جو بھارت میں منعقد ہو رہی ہے میں ان کو پوری طرح حوصلہ دلاتا ہوں کہ اپنے طور پر وہی کریں جو خدا کرتا ہے یعنی سلام کے جو طور اور انداز ہیں وہ اختیار کریں ناقص بیج کو بے وجہ اس خوف سے کہ ہمارے اندر کمی نہ آئے اوپر نہ لائیں اور جو اچھا ہے آپ کی نظر میں چاہے کمزور بھی ہو اگر تقویٰ رکھتا ہے اور خدا کی سلامتی کی تعریف میں داخل ہے اس کے اوپر اعتماد کریں تمام برکتیں ایسے عہدیداران سے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو سپرد کیا ہوا ہے کیونکہ ان کے گرد خدا کی سلامتی کا دائرہ ہے جو ان کی حفاظت کر رہا ہے ان کے گرد خدا کی سلامتی کی ایک فصیل ہے جو ان کو ہر خطرے سے بچائے ہوئے ہے پس ایسے لوگ جو نظام جماعت میں کام کرتے ہیں تو ان کے کاموں میں بھی وہی سلامتی کی برکتیں ملتی ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ یہ تو دنیاداری ہے جو آپ لوگ چندوں پر زور دیتے ہیں چندہ نہ دیا جائے یا کمزوری دکھائی جائے تو کہتے ہیں تم ووٹ نہیں دے سکتے یہ بھی دراصل ان کا تکبر ہے اور وہ یہ نہیں سمجھتے کہ جب وہ چندہ دیتے ہیں تو اللہ کو اس کی کوئی حرص نہیں ہے۔ دو اصول پیش نظر رکھنے چاہئیں اللہ اگر چاہتا تو اپنے نظام کو کبھی بندے کے احتیاج سے اس طرح بھی کلیتہ پاک کر سکتا تھا کہ کبھی بھی چندہ مانگنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی تو جہاں سے چاہتا جس طرح چاہتا اپنے نظام کی ضرورتیں پوری فرما سکتا تھا۔ پھر چندے کا نظام کیوں ہے اس لئے کہ سپردگی کا امتحان ہے اور بغیر اس امتحان میں کامیاب ہوئے کوئی شخص سلامتی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ سپردگی میں جان بھی ہے اور مال بھی پس جب خدا کہتا ہے کہ تم سے میں نے سپردگی کا سودا کیا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ ہر شخص از خود ہی اس میں پاس ہوتا چلا جائے اس کا کوئی امتحان نہ ہو پس خدا مال لیتا ہے اس امتحان کی وجہ سے کہ واقعتہً تم نے سپرد کیا ہے یا نہیں کیا اگر سپرد کر بیٹھے ہو تو پھر اگلا قدم یہ ضمانت کا ہے کہ چونکہ تم سلامتی کے امتحان میں پورا اترے اور اپنے آپ کو مالی لحاظ سے بھی خدا کے سپرد کر دیا اس لئے اب سے تمہارے مال کی حفاظت کا ذمہ وار خدا ہے تمہاری ساری ضرورتیں وہ پوری کرے گا تمہیں ہر نقصان سے وہ بچائے گا اور وہ لوگ جو اپنا تجربہ رکھتے ہیں اور دوسروں کا بھی تجربہ رکھتے ہیں جو جماعت احمدیہ کی تاریخ سے واقف ہیں وہ قطعی طور پر خدا کے پاک ناموں کی قسمیں کھا کر یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ اس وعدے میں خدا ہمیشہ سچا نکلتا ہے کبھی بھی اپنی راہ میں خلوص کے ساتھ قربانی کرنے والوں کو ذلیل و رسوا نہیں کرتا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ جو ولی بن جاتے ہیں یہ ولی بھی ایسے لوگوں کی تعریف ہے جو اپنے آپ کو سپرد کر دیتے ہیں تو انبیاء سے نیچے نیچے وہ ولی کہلاتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ولی کی اولاد کو سات پشتوں تک بھوکا نہیں رکھتا اور سات پشتوں تک ان کو دوسروں

کے سامنے ذلیل اور رسوا نہیں ہونے دیتا لیکن اس مضمون میں بعض استثناء بھی دکھائی دیتے ہیں۔ وہ کیوں ہیں۔ اس بحث کو میں یہاں نہیں چھیڑنا چاہتا۔ غالباً اپنے ایک پرانے خطبے میں میں نے تفصیل سے اس مضمون پر روشنی ڈالی تھی

تمام برکتیں ایسے عہدیداران سے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو سپرد کیا ہوا ہے کیونکہ ان کے گرد خدا کی سلامتی کا ایک دائرہ ہے جو ان کی حفاظت کر رہا ہے ان کے گرد خدا کی سلامتی کی ایک فصیل ہے جو ان کو ہر خطرے سے بچائے ہوئے ہے۔ پس ایسے لوگ جب نظامِ جماعت میں کام کرتے ہیں تو ان کے کاموں میں بھی وہی سلامتی کی برکتیں ملتی ہیں۔

اب میں واپس آتا ہوں اس طرف کہ جماعت کو جو عزت ہے وہ عزت اللہ نے پوری کر دی ہے اور نظام جماعت "سلام" میں داخل ہے اگر نظام جماعت کا کوئی نمائندہ اس وجہ سے کسی شخص سے نظام کے خلاف رعایت کا سلوک کرتا ہے، سمجھتا ہے کہ اس کی عزت ہے کہ اس کے سامنے جھکنا چاہئے وہ امیر ہے' وہ صاحب عزت ہے دنیاوی لحاظ سے تعلق والا ہے اس لئے اس کے سامنے اگر نظام بعض باتوں سے آنکھیں بند کر لے اور اس کے فوائد پر نظر رکھتے ہوئے اس سے نرمی کا سلوک کرے تو یہ شرک ہے یہ سلام کے مضمون کے خلاف ہے جہاں تک قانون کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے جاری کردہ قانون میں اگر کوئی شخص صرف نظر کرتے ہوئے اندرونی خطروں کے نیچے تھا جو اس کے دل میں کہیں نہ کہیں پنپ رہے ہیں اس ڈر سے کہ اس بڑے آدمی سے اگر نظام جماعت کا عام سلوک کیا گیا تو یہ منہ موڑ لے گا اس کی اولاد چھن جائے گی' اس کا چندہ ہاتھ سے جاتا رہے گا جب کوئی شخص ایسی بات سوچتا ہے تو مشرک ہو جاتا ہے اس کا حضرت ابراہیم اور ابراہیمی سلام سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں رہتا۔ پس بعض دفعہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ایسے معاملات میں میں سختی کرتا ہوں حالانکہ میری طبیعت میں کوئی سختی نہیں ہے مگر میری مجبوریاں ہیں میں اس بات پر مامور فرمایا گیا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی صفات حسنہ کے تابع نظام جماعت کو رکھوں ورنہ یہ نظام تمام برکتوں سے محروم رہ جائے گا اس لئے اس کے معاملے میں میرے دل میں کوئی رعایت نہیں ہے۔ کوئی خوف نہیں ہے۔

بارہا ایسا ہوا ہے کہ بعض بظاہر دنیا کے لحاظ سے بڑے آدمیوں نے غلطی کی جن کے نتیجے میں ان کو سزا ملنی چاہئے تھی اور سفارشیں آئیں کہ یہ تو بڑے خاندان کے سربراہ لوگ ہیں بہت امیر لوگ ہیں۔ بہت با اثر لوگ ہیں ان سے اگر صرف نظر کیا جائے تو بہتر ہے نظام جماعت کے لئے بہتر ہے۔ ان کو میں نے لکھا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اس بات کے اہل ہی نہیں ہو کہ نظام جماعت کی ذمہ داریاں اٹھاؤ کیونکہ اس وقت تم اس شرک میں مبتلا ہو گئے کہ کچھ چوہدری اتنے بڑے ہیں کچھ جاگیردار اتنے بڑے ہیں کچھ سیاست والے ایسے بڑے بڑے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ نرمی نہ کی تو سارے علاقے میں احمدیت کو نقصان پہنچے گا اسی وقت تم نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا اور نظام جماعت کا جہاں تک تعلق ہے اس کی فکر خدا پر چھوڑو اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس نے کیسے کہاں کہاں سے نظام جماعت پر خطرے ٹالے ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ نظام جماعت کو خطرے کہاں کہاں سے آئے۔ اس کی خاطر میں کہہ رہا ہوں کہ بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرتے ہوئے اگر آپ نظام کی حرمت اور اس کے وقار کی حفاظت پر مستعد رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خود آپ کی حفاظت فرمائے گا اور نظام جماعت کو ہر خطرے سے بچائے گا اور ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔

پس آج تک کبھی میں نے نظام جماعت کو کسی کا محتاج نہ سمجھا نہ کسی کو اجازت دی کہ وہ اس طرح سمجھ کر محتاج ہوئے رہے اور ایک ذرہ بھی پرواہ نہیں کی کہ نظام جماعت میں عمل داری میں کوئی شخص خفا ہو کر یا ناراض ہو کر منہ موڑتا ہے' ہم سے ہاتھ کھینچتا ہے یا اپنی اولاد کو برباد کرتا ہے۔ کرتا ہے تو وہ ذمہ دار ہے لیکن خدا کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں آسکتی اور جہاں کبھی ایسا واقعہ ہوا ہے وہاں ساری جماعت کی تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو ذلیل و رسوا کر دیا ان کے سارے تکبر توڑ دئے اور جماعت پہلے سے بہت ترقی کر چکی ہے اور کرتی چلی جا رہی ہے۔

پس نظام جماعت کا جہاں تک تعلق ہے اس کا احترام ہالینڈ میں بھی اسی طرح لازم ہے جس طرح یو کے میں لازم ہے اور مجلس شوریٰ کے دوران خاص طور پر اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ہی سلسلے کے مخلصین آگے آئیں جو اگرچہ ابھی پاکیزگی میں یعنی سلامتی میں کامل نہ بھی ہوں تو کم سے کم سلامتی کی طرف سفر اختیار کر چکے ہوں۔ اینچ اینچ ذرہ ذرہ کچھ نہ کچھ اس طرف بڑھ رہے ہیں وہی ہیں جو اس لائق ہیں کہ خدا کی سلامتی کے نظام میں یعنی اسلام میں ان کو نمائندگی ملے ان کو خدمت کے مواقع ملیں اور انہی کی خدمتیں ہیں جو برکت کا موجب ہونگی باقی خدمتوں کی ہمیں کوئی بھی پروا نہیں ہے لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ خدمتوں کی پرواہ نہیں تو یہ مراد نہیں ہے کہ ان لوگوں کی پرواہ نہیں ہے اس سلسلے میں میں قرآنی آیات کے حوالے سے کچھ مزید آخر پر جا کر یہ مضمون کھولوں گا۔

اب میں قرآن کریم کی وہ آیات جہاں لفظ غنی کا استعمال ہوا ہے اور سلامتی سے تعلق میں ہیں یہ لفظ کیا پیغام دیتا ہے وہ پڑھ کر آپ کو سناتا ہوں۔ سورہ فاطر سولہویں (۱۶) آیت میں ہے

"یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ"

اے بنی نوع انسان یاد رکھو کہ تم فقیر ہو اللہ کے حضور۔ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ اور اللہ ہی ہے جو غنی بھی ہے اور حمید بھی ہے غنی اگر کوئی حقیقت میں ہو تو وہ ہر چیز کا مالک ہوتا ہے اور ہر چیز اس کی ہو جاتی ہے اس کی ہو تو وہ غنی کہلا سکتا ہے اگر کوئی اس کی چیز نہ ہو تو اس کی طرف اس کی نظر ہوگی اور جس کی کسی ایسی چیز کی طرف نظر ہو جو اس کی نہیں ہے وہ غنی نہیں کہلا سکتا پس مومن پھر کیسے غنی بنے گا جب سب کچھ خدا کا ہے اور بندے کا یا تمام انسانوں کا بحیثیت مجموعی یعنی اجتماعی طور پر یا انفرادی طور پر کچھ بھی نہیں ہے تو خدا کی اس صفت کی پیروی کیسے کی جا سکتی ہے تو خدا کی اس صفت کی پیروی کیسے کی جا سکتی ہے کیسے اس صفت سے تعلق جوڑا جا سکتا ہے۔

میں اس بات پہ مامور فرمایا گیا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی صفات حسنہ کے تابع نظام جماعت کو رکھوں ورنہ یہ نظام تمام برکتوں سے محروم ہو جائے گا۔!

اس مضمون کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یوں بیان فرمایا۔ "الغنیٰ غنی النفس" کہ مومن کا جہاں

۔۔۔ تک تعلق ہے اسی کی غناء نفس کی غناء سے پیدا ہوتی ہے یعنی احتیاج کے باوجود اگر وہ غیر اللہ سے اپنے آپ کو اس طرح بالا کر دے کہ اس کی کوئی اچھی چیز کی بھی حرص اس کے دل میں پیدا نہ ہو اس کے مال اور دولت اس کے دل پر رعب نہ پیدا کر سکیں۔ اس کی کوٹھیاں۔ اس کی کاریں، اس کی رہائش کے انداز، اس کے دبدبے، اس کے سیاسی تعلقات، اس کی عقل، اس کا علم کوئی چیز بھی اس پر ایسا رعب نہ ڈال سکے کہ اسے احساس کمتری ہو۔ کیوں کہ وہ عبد اللہ بن چکا ہے تو یہ احساس کہ میں سلام کا نمائندہ ہوں یہ اسے ہر دوسری چیز سے مستغنی کر دیتا ہے اور ہر حال میں رب کے حضور راضی رہنے پر اس کو طمانیت قلب نصیب کرتا ہے۔ ایک راضی رہنا ہے جو منہ سے کہا جاتا ہے کہ اچھا جس طرح بھی اللہ کی مرضی ہم راضی ہیں لیکن دل بے چین رہتے ہیں۔ لوگ اپنے عزیزوں سے جو وفات پا جاتے ہیں جدائی کا صدمہ محسوس کرتے ہیں۔ ہر وقت آگ لگی رہتی ہے لیکن منہ سے یہی کہتے ہیں کہ اچھا پھر جس طرح خدا کی رضا اسی میں ہم راضی۔ اور بعض لوگ مہلک بیماریاں لگا بیٹھتے ہیں۔ غم اپنی ذات میں تو کوئی گناہ نہیں ہے، شرک نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی رحمت اور شفقت کے نتیجے میں روتے تھے، اپنے بچے کی جدائی پر بھی آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے مگر جب کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ! تو آپ نے فرمایا، یہ رحمت کی نشانی ہے۔ اس میں اس بچے کے لئے کوئی ایسا احتیاج نہیں ہے کہ یہ ہاتھ سے گیا تو میں بے چین ہو گیا لیکن ایک رحمت ہے اور جس کا رحمت سے تعلق نہیں اس کے پاس کچھ بھی نہیں، وہ محروم ہے۔

پس رحمت کا مضمون اور غناء کا مضمون ایک تعلق رکھتا ہے اور اسی مضمون کو میں آگے جا کر قرآنی آیت کے حوالے سے کھولوں گا۔ سر دست میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم فقیر ہو اللہ غنی ہے اور حمید ہے یعنی خدا کو تمہاری احتیاج بالکل نہیں ہے لیکن حمید ہے وہ قابل تعریف ہے۔ اس کے دو معنے بنتے ہیں ایک یہ کہ اس کی صفات حمیدہ اس بات کا تقاضا کر رہی ہیں کہ تم سے پیار کرے، تم سے تعلق جوڑے، تمہاری نگہداشت کرے، اس لئے نہیں کہ خدا تمہارا محتاج ہے بلکہ اس کی صفات حمیدہ از خود اس کے اندر جھک کر اپنی کمزور مخلوقات سے تعلق رکھنے پر اس کو آمادہ کرتی ہیں دوسرا یہ کہ وہ اتنا غنی ہے کہ اگر تم تعریف روک لو اور ناشکری کا اظہار کرو تو ایک ذرہ بھی اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے جو اپنی ذات میں حمید ہو اس کے اندر ایک ایسی عظمت کردار پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ دوسروں کی نظر سے بھی مستغنی ہو جاتا ہے۔ ان کو پتہ لگے نہ لگے وہ مستغنی ہوتا ہے۔

> **اللہ بہتر جانتا ہے کہ نظام جماعت کو خطرے کہاں کہاں سے ہیں۔ اس کی خاطر اس کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرتے ہوئے اگر آپ نظام کی حرمت اور اس کے وقار کی حفاظت پر مستعد رہیں گے تو اللہ تعالیٰ خود آپ کی بھی حفاظت فرمائے گا اور نظام جماعت کو ہر خطرے سے بچائے گا اور ہمیشہ یہی ہوتا ہے**

اب لوگ یہ کہتے ہیں کہ میں نے پہلے بھی محاورہ آپ کے سامنے رکھا تھا، پنجابی کا ہے لیکن ہے اچھا دلچسپ محاورہ کہ "ستے پتر دا منہ چمناں" جو بچہ سویا ہوا ہے اس کو پتہ ہی نہیں کیا کر رہا ہے لیکن مائیں تو چومتی ہیں اس لئے نہیں کہ ان کو اس بچے کی (APPRICIATION) کی احتیاج ہے۔ اس لئے کہ وہ حمید ہے اس معنوں میں کہ ان کی صفات حمیدہ اس بچے سے بغیر کسی عوض کے پیار کرنے پہ ان کو مجبور کرتی ہیں تو وہاں تھوڑی سی جھلکی ماں کی رب اور رحمان خدا سے ہمیں دکھا دیتی ہے کیونکہ رحمی تعلق کے لحاظ سے انسانی رشتوں میں سب سے قریب تر رشتہ ماں کا بچے سے ہے اور وہاں اس کو یہ پرواہ نہیں ہوتی کہ بچے کو پتہ بھی ہے کہ نہیں۔ کئی مفلوج بچے میں نے ایسے دیکھے ہیں اس سفر کے دوران بھی مجھے دکھائے گئے ان کو کوئی ہوش نہیں تھی، کچھ پتہ نہیں تھا اور ان کو سنبھالنا بہت تکلیف دہ کام ہے مگر مائیں تھیں جو فدا تھیں اور جانتی ہیں کہ اگر یہ فوت ہو جائے تو ہمیں نجات مل جائے گی مگر زندگی کی دعائیں کرتی ہیں یہ حمید صفت کا ایک اظہار ہے لیکن معمولی سا۔

اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے جو تعلق رکھتا ہے احتیاج کے نتیجہ میں نہیں غنی ہونے کے باوجود لیکن انسان ہر تعلق میں اپنے آپ کو یہ نہیں دکھا سکتا کہ میں غنی ہوں پھر بھی تعلق رکھتا ہوں ماں اگر رکھتی ہے تو تھوڑی دیر کے لئے، کچھ عرصے کے لئے، مگر اس میں بھی درجہ کمال کو نہیں پہنچتی اور بسا اوقات جب تک اس کی ضرورتیں پوری کرنے والا بچہ ہو اس وقت تک تعلق رہتا ہے، جس حد تک وہ کم ہو جائے اتنا ہی وہ کم تعلق ہوتا چلا جاتا ہے۔ بعض مائیں کہتی ہیں سب بچے برابر لیکن جو خدمت کر رہا ہے اس سے زیادہ پیار ہوتا ہے۔ جو اور صفات حسنہ اختیار کر کے ماں کا نام روشن کرنے والا ہے اس سے زیادہ پیار ہوتا ہے۔ تو "غنی حمید" کا یہ معنی انسانی لحاظ سے ایک عارضی معنی ہے مگر اللہ تعالیٰ جہاں شکر گزار ہے وہاں بندے کی خوبیوں کے لئے ان پر رحمت سے جھک کر ان کو قبول فرماتا ہے مگر احتیاج کی خاطر نہیں۔ اس لئے غنی حمید کا اکٹھا محاورہ خدا کی صفات کو انسانی صفات سے ممتاز کر دیتا ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں ورنہ اگر ان "غنی حمید" کو جوڑ کر نہ پڑھیں تو یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی تو اپنے انبیاء کی بڑی قدر کرتا ہے اپنے لئے قربانی کرنے والوں کی بڑی قدر کرتا ہے۔ تو "غنی حمید" کا اکٹھا محاورہ ہمیں بتا رہا ہے وہ کرتا ہے غنی ہونے کے باوجود، ضرورت نہیں ہے۔ اور اس پہلو سے اس کا تعلق رکھنا اسے اور بھی زیادہ حمید بنا کر دکھاتا ہے۔ یعنی اپنے ایسے بندوں سے تعلق جوڑ لیتا ہے جن کا تعلق اس کی ذات میں اس کی شان میں، اس کی کبریائی میں ایک ذرہ بھی اضافہ نہیں کر سکتا۔ لیکن ان سے جھکتا ہے اور ان کی بڑی شان بیان کرتا ہے یہاں تک کہ نسلاً بعد نسل ان پر درود بھیجتا ہے اور یہ تعلق حضرت ابراہیمؑ کے حوالے سے پھر دوبارہ آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیم کے اوپر سلام بھیجا گیا ہے، ایسا سلام جو آنے والی نسلیں بھی اس پہ بھیجیں گی اور درود شریف میں جو ابراہیم کا نام سلام کے تعلق میں بیان ہوا ہے یہ خدا کے اس وعدے کے پورا کرنے کا ایک نظارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم سے وعدہ کیا تھا کہ تو نے میرے ساتھ سلام کا تعلق باندھا ہے، میں اس تعلق کی قدر کروں گا اور قیامت تک لوگ تجھ پر سلام بھیجتے رہیں گے۔ پس بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ درود میں ابراہیم کا نام کیوں آیا۔ اس کی وجہ یہ ہے سلام تو سب نبیوں کے لئے آتا ہے یعنی قرآن کریم پڑھ کر دیکھ لیں ہر جگہ سلام کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کہ سلامتی میں داخل ہوئے تھے تو اس پر سلام بھیجا گیا مگر ایسا سلام کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نام کے ساتھ بریکٹ کر کے اور کسی نبی کا ذکر نہ کرنا اور صرف ابراہیم کا کرنا یہ ایک ایسی عظیم امتیازی شان ہے جو اسی مکالمے کی یاد دلاتی ہے" اسلم قال اسلمت لرب العالمین" جب

تیرے رب نے ابراہیم سے کہا کہ اسلام قبول کر۔ کہا میں تو اسلام قبول کر چکا ہوں۔ اتنا کامل اسلام جیسا ابراہیم کا تھا کسی اور نبی کو نصیب نہیں ہوا سوائے محمد رسول اللہ کے۔ پس ایک دین اسلام ابراہیم کا تھا، ایک دین سلام جو اسلام بن کر ابھرا وہ حضرت محمد رسول اللہ کا دین ہے۔ اور اس کا نقطہ یہی ہے کہ خدا کے سپرد اپنا سب کچھ کر دیا جانتے ہوئے کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ خدا کی خدائی میں اس سے ایک ذرے کا بھی اضافہ نہیں ہو سکتا تھا ابراہیم اگر منہ موڑ لیتا تو خدا کو کیا نقصان پہنچنا تھا مگر دل کی گہرائی سے یہ کہا ہے کہ میں سلام قبول کر چکا ہوں اسلام لے آیا ہوں مجھے سلام جانتا ہوں تجھ میں اپنا سلام دیکھتا ہوں اور خدا نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سلامتی سے اس کا نام رکھا اس قدر بڑھا کر دینے والا ہے وہ۔ تو وہ غنی پھر کیوں نہ ہو۔ جو بظاہر اس کے سپرد ہوتے ہیں۔ یعنی اپنا سب کچھ اس کے سپرد کرتے ہیں ان سے وہ ایسا سلوک فرماتا چلا جاتا ہے کہ وہ ان کی قربانی خدا سے سلوک کے مقابل پہ حقیر اور اور بھی حقیر اور اور بھی حقیر ہوتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی کوئی بھی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ جو کچھ ابراہیم کو عطا ہوا ہے اس کے مقابل پر جو ابراہیم نے خدا کو دیا تھا اس کا موازنہ تو کر کے دیکھیں، کچھ بھی نہیں تھا۔ یعنی دنیا کی قدروں کے لحاظ سے اگر ناپا جائے صرف ایک روح کی قدر تھی جو عظیم الشان تھی اور اسی قدر پہ خدا نے نظر رکھی اور اسی قدر کے نتیجے میں ظاہری قربانی معمولی ہونے کے باوجود بے انتہا عطا فرمایا۔

پس یہ خدا جو سلام بن کر ابھرتا ہے یہ غنی ہوتے ہوئے حمید ہے۔ یہ نکتہ ہے جو آپ کو اچھی طرح ذہن نشین کرنا چاہئے۔ اگر آپ کسی سے غنی ہوں اور پھر حمید بھی ہوں تو ایسے شخص سے آپ متکبر نہیں ہو سکتے۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم سب لوگ اپنی قربانیاں روک لو میرا کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکو گے وہاں اپنی رحمانیت کا بھی حوالہ دیتا ہے۔ پس وہ اگلی آیت جس میں یہ مضمون ہے سورہ محمدؐ سے لی گئی ہے آیت انتالیس (۳۹) اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ھا انتم ھٰؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللّٰہ فمنکم ....

الخ۔ (آیت)

کہ دیکھو "ھا انتم ھٰؤلاء" سنو تم وہ لوگ ہو کہ جن کو بلایا گیا ہے اس طرف " لتنفقوا فی سبیل اللّٰہ" کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اب "ھا انتم ھٰؤلاء" سے پتہ چلتا ہے کہ اعزاز ہے جس کا ذکر ہو رہا ہے اے لوگو تم سوچ نہیں رہے کہ کتنا بڑا اعزاز ہے کہ خدا نے تمہیں چن لیا قربانیوں کے لئے، تمہیں فرمایا کہ تم آؤ، تم سے توقعات رکھیں اور پھر بدنصیب، ایسے ہیں تم میں سے " فمنکم من یبخل" کہ تم میں سے ایسے بھی ہیں جو بخل کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں بخل کرنا ثابت کرتا ہے کہ وہ اللہ کو معطی نہیں سمجھتے بلکہ اپنے گھر کی کمائی سمجھتے ہیں۔ اپنے ہاتھ کی ہوشیاری، اپنے ذہن کی چالاکی سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں ہم نے تو بڑی محنت سے کمایا ہے، بڑے دن رات جاگے، اس کے لئے ہوشیاریاں کیں باقی سب بے وقوفوں کو کیوں نہ دولتیں مل گئیں ہمارے ذہن کی مزبالادستی ہے، برتری ہے اس نے ہمیں یہ سب کچھ عطا کیا ہے اور وہ آ جاتے ہیں چندے مانگنے۔ وہ جب یہ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " فمنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ" کہ یاد رکھو جو تم میں سے بخل کرے گا وہ اپنے آپ سے بخل کر رہا ہے خدا سے بخل نہیں کر رہا۔ اس ذات سے تعلق توڑ رہا ہے جو دینے والی ہے۔ جب اس کے سامنے تم سر اٹھاؤ گے تو دو باتوں میں سے ایک چیز ضرور ہوگی اور یہ بخل کرنے کا جو مضمون ہے یہ دو طرح سے کھلتا ہے۔ اول یہ کہ ایسے شخص کی دولت اس کو کبھی کوئی سکون نہیں پہنچا سکتی۔ ہزار قسم کی آلائشیں لگ جاتی ہیں اس دولت میں کئی قسم کے نقصانات کئی کئی قسم کے فکر، کئی قسم

بددیانتیاں اور پھر حکومت کی پکڑ کا خوف اور مصیبتیں اور اولاد کی برکت جاتی رہتی ہے، گھروں کے سکون اٹھ جاتے ہیں۔ اور ایسی دولت کے متعلق سمجھ نہیں آتی کہ اس سے سکون خریدا کیسے جائے۔ کیونکہ جو بخل ہے جو خدا سے بخل کرتا ہے وہ دنیا میں بھی بخیل ہو جاتا ہے۔ اور اس کی دولت ایسی ہے جیسے بنک میں جمع ہے۔ اس سے اس کو کوئی بھی فائدہ نہیں تو ایک تو یہ طریق ہے جس سے خدا بتاتا ہے کہ تم دراصل اپنے خلاف بخل کرتے ہو۔ دوسرا یہ ہے کہ بعض دفعہ ایک شخص کو بچانا ہو تو اس کی دولت میں کمی آنی شروع ہو جاتی ہے نقصان کے ابتلاء آتے ہیں اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ مجھ پہ بڑی مصیبت ٹوٹ پڑی حالانکہ وہ خدا کی طرف سے آزمائش جو اپنے کسی بندے کی نیکی کی وجہ سے اس کو بچانے کی خاطر آتی ہے اسی میں اس کی نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بتاتا ہے کہ اس دولت میں تمہارے لئے کچھ نہیں ہے۔ اگر اس ٹھوکر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تمہاری توجہ خدا کی طرف ہو جائے تو یہ کوئی برا سودا نہیں ہے۔ ساری دولتیں دے کر بھی اگر اللہ مل سکے تو یہ بہت اچھا سودا ہے۔ اسی طرح آزمائشیں بعض دفعہ جسمانی، جانی نقصانات کے ذریعہ انسان کو لاحق ہوتی ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ اس میں اللہ کا کیا حرج تھا ہمارا بچہ زندہ رہتا۔ ہمارا فلاں زندہ رہتا تو دراصل وہ بخل وہاں دکھاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ یہ سب عطا خدا کی تھی اپنے ہاتھ سے کچھ بھی نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی غلامی میں سب سے بڑے عارف باللہ پیدا ہوئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں سب خدا کی عطاؤں کا ذکر کر کے ہے

سب کچھ تری عطا ہے ✧ گھر سے تو کچھ نہ لائے

عظیم مضمون ہے۔ کہ جو کچھ بھی ہے ہم اگر تیری راہ میں کچھ خرچ کرتے ہیں تو وہ کیا ہے، کہاں سے لے کے آئے تھے، تو نے ہی عطا کیا ہے۔

پس ایسا شخص جس کی ہر وقت خدا پر یہ نظر ہو کہ جو کچھ عطا ہوا ہے تو نے کیا ہے اپنے گھر سے ہم کچھ نہیں لائے۔ ایسا شخص کبھی بھی خدا کے حضور بخیل نہیں ہو سکتا اور جب وہ بخیل نہیں ہوتا تو پھر اللہ خود رحمت کا سلوک فرماتا ہے اور سب کچھ نہیں مانگتا " الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقناھم ینفقون" کہ جو کچھ بھی ہم نے انہیں عطا کیا ہے ہم سارا ان سے واپس نہیں مانگتے " ومما رزقناھم ینفقون" اس میں سے کچھ واپس مانگتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ وہ احسان فراموش تو نہیں، وہ بھول تو نہیں گئے کہ کس ذات نے ان کو دیا تھا اور پیش کرتے وقت کس طرح پیش کرتے ہیں۔ یہ ساری آزمائشیں مومن کے اسلام کی آزمائشیں ہیں دراصل جن میں وہ اپنی جہالت کی وجہ سے بسا اوقات پورا نہیں اترتا تو کئی قسم کے ابتلاؤں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کا بخل جو خدا کی طرف ہو رہا ہے وہ دراصل اپنی ذات کے لئے ہوتا ہے اس کے سوا اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

> **مجلس شوریٰ کے دوران خاص طور پر اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ وہی سلسلہ کے مخاطبین آگے آئیں جو اگر اپنی سپردگی میں یعنی سلامتی میں کامل نہ بھی ہوں تو کم سے کم سلامتی کی طرف سفر اختیار کر چکے ہیں**

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " واللّٰہ الغنی وانتم الفقراء" اے بے وقوفو اللہ تو غنی ہے تمہارا ہاتھ روک لینا اس کو کوئی نقصان نہیں

پہنچائے گا تم فقراء ہو۔ "ان تتولوا یستبدل قوما غیرکم" اگر تم سارے کے سارے بھی پھر جاؤ تو وہ اس بات کا اختیار رکھتا ہے کہ تمہاری جگہ ایک اور قوم لے آئے "ثم لایکونوا امثالکم" پھر وہ تمہاری طرح نہیں ہونگے۔ یعنی کام تو اللہ کے پورے ہونے ہیں تم نہیں کروگے تو اور قوم آجائے گی۔ ایک خاندان نہیں کرے گا تو دوسرے خاندان اٹھ کھڑے ہونگے اور یہ جو قانون ہے یہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ تاریخ مذاہب پر غور کرتے ہوئے آپ کو ایک بھی استثناء دکھائی نہیں دیتا۔ جب بھی کسی قوم نے استغناء کیا ہے خدا کے پیغام سے اور اس کی مدد سے منہ پھیرا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اور قوموں کو لے آیا ہے اور پھر وہ ویسے نہیں ہوئیں جیسا کہ پہلی ناشکری قوم تھی اور ایسا ہی خاندانوں کا حال ہے، ایسا ہی افراد کا حال ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وربک الغنی ذوالرحمة"
(الانعام: ۱۳۴)

اللہ غنی تو ہے مگر شقاوت قلبی کی وجہ سے نہیں ہے اس لئے وہ لوگ جو غنی بنتے ہیں نظام کی نمائندگی میں ان کے لئے لازم ہے کہ ان کی غناء اپنے نفس کی شقاوت کی وجہ سے نہ ہو، بے پرواہی کی وجہ سے نہ ہو کہ وہ کہتے ہوں جائے جہنم میں جو مرضی ہمیں تو پرواہ کوئی نہیں، ہم تو نمائندہ ہیں نظام کے اور اللہ کا نظام ہے۔ یہ غنیٰ کے معنے نہیں ہیں۔ اللہ اپنی مثال دیتا ہے "وربک الغنی ذوالرحمة" تیرا رب غنی ہے اور اس کے باوجود رحمت والا ہے رحمت والا ہونے کے باوجود غنی ہے۔

پس جہاں بھی ان دونوں صفات کا تصادم ہوگا وہاں آپ صفات باری تعالیٰ سے دور ہٹ چکے ہونگے۔ اور کوئی ایسا زندگی میں نظام جماعت کے کارکنوں کے لئے لمحہ نہیں آنا چاہئے جس میں ان کی غناء جو خدا کی خاطر ہو، نظام جماعت کی خاطر ہو، وہ ان کی شقاوت قلبی کی وجہ سے ہو رحمت کی وجہ سے ہونی چاہئے۔ جس کا مطلب یہ ہے پھر وہ ایسے لوگوں کو ذلت کے ساتھ نہیں دیکھتے، گھٹیا نہیں سمجھتے، اپنے سے ادنیٰ نہیں سمجھتے بلکہ ان پر رحم کرتے ہیں اور رحم کی نظر ڈالتے ہیں کہ یہ بے چارے محروم ہیں۔ ان کو پتہ نہیں کہ کس چیز سے محروم ہیں۔ اس لئے نیکی کا جو تکبر ہے وہ ان کو برباد نہیں کرسکتا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک پل صراط ہے جس پر ہم روزانہ چلتے ہیں لیکن جانتے نہیں کہ یہاں کا پل صراط ہی ہے جو ہماری آئندہ کی تقدیر کے فیصلے کر رہا ہے۔ نظام جماعت کے احترام اور اس کی عزت کے لئے سربلند رہنا اور غیر اللہ کے سامنے نہ جھکنا یہ غناء ہے۔ مگر ایسے لوگوں سے جو بے چارے محروم رہ گئے تکبر سے پیش آنا ان کو اپنے سے گھٹیا اور ادنیٰ سمجھنا یہ رحمت کے خلاف ہے اور انکسار کے بھی خلاف ہے جو رحمت سے پیدا ہوتی ہے۔ اور ایک انکسار ہے جو کمزوری سے پیدا ہوتا ہے اس انکسار کی کوئی بھی قیمت نہیں۔ ایک انکسار ہے جو رحمت کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے اور اللہ کا اپنے بندے پر جھکنا ایک قسم کا انکسار ہے جو رحمت سے پھوٹتا ہے۔ تو فرمایا غنی ہونے کے باوجود دیکھو وہ کس طرح رحمت کا سلوک فرماتا ہے۔ کس طرح اپنے بندوں پر جھکا رہتا ہے اور یہ ثابت کرتا ہے کہ اس کی غناء کسی شقاوت قلبی یعنی سختی کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ اس کی وجہ ایک شان ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔

اب یہ دوسرا معاملہ جو سب اس کے محتاج ہیں۔ اگر خدا غنی ہے اور کسی کا محتاج نہ ہونے کا یہ مطلب ہو کہ سب سے تعلق توڑ لے تو پھر دوسرے بھی اس کے محتاج نہیں رہیں گے، مر کھپ کے ختم ہو جائیں گے۔ تو یہ دوسرا مضمون ہے کہ ہر چیز اس کی محتاج ہے یہ رحمت سے پھوٹتا ہے اسی کی رحمت عامہ ہے جو ہر ذات کو اپنا محتاج کئے ہوئے ہے اور اس کی رحمانیت ہے جو تمام بنی نوع انسان پہ خلق دتر پہ برابر اثر کر رہی ہے تو عجیب شان ہے کہ غنی بھی ہے اور رحمان بھی ہے۔ ایک لحاظ سے مستغنی ہو کر جانتا ہے کہ ان مخلوقات کا مجھ سے تعلق توڑنا ذرہ بھر بھی مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا اس کے باوجود ان سے رحمت کا بھی سلوک فرما رہا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ایسے لوگوں کے اموال میں بھی برکت پڑ رہی ہے لیکن یہ ایک عارضی برکت ہے، اس کی رحمانیت کے نتیجے میں ہے مگر غنی سے تعلق توڑنے کے نتیجے میں جو سزا مقدر ہے وہ رک نہیں سکتی وہ اپنی جگہ کارفرما ہوگی۔ لیکن وہ بندے جو نظام جماعت کی نمائندگی کرتے ہیں ان کے لئے اس میں گہرا سبق ہے کہ ان لوگوں سے تکبر کا سلوک نہ کریں، ان کے لئے دعائیں کریں، ان کو سمجھائیں اور اگر نہیں سمجھتے تو یہ یقین رکھیں کہ ذرہ بھر بھی آپ کا نقصان نہیں کرسکتے، نظام جماعت کا نقصان نہیں کرسکتے۔ ہاں ان کو بچانے کے لئے آپ جو کوشش کرتے ہیں وہ ان کو خدا کا محتاج بنائے رکھتا ہے۔ لیکن اگر یہ حرص ہو کہ ان کے آنے سے ہمیں فائدہ پہنچے گا تو یہ نحوست ہے، یہ رحمت نہیں ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ رحمت کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان سے چشم پوشی کی جائے، ان کو سزا نہ ملے، نظام جماعت میں نہ آئے، یعنی سرگرم عمل نہ ہو اور ان کو اس لئے چھوڑ دے کہ یہ لوگ صاحب رسوخ ہیں، صاحب دولت ہیں، صاحب عظمت ہیں یہ شرک ہے، یہ رحمت نہیں۔

رحمت کا مطلب ہے کہ دوسرے شخص کی کوئی بھی احتیاج نہیں ہے پھر بھی آپ اس کا بھلا چاہتے ہیں۔ اور یہ رحمت جو ہے یہ تو آفرینش سے پہلے ہی شروع ہو چکی تھی۔ جو آغاز ہوا ہے کائنات کا اس سے پہلے ہی خدا رحمان تھا اور وہ جو بلو پرنٹ ہے کائنات کی تخلیق کا اس میں رحمانیت جلوہ گر ہوئی ہے اس وقت سوائے رحمانیت کے کوئی اور صفت کارفرما نہ تھی تو اس جہان میں نہیں اور دوسرے جہانوں میں ہوگی یعنی یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ خدا کی تمام صفات کسی وقت معطل تھیں لیکن وہ جلوہ گر تھیں تو دوسرے جہانوں میں تھیں۔ جو جہان پیدا نہیں ہوا اس میں اگر وہ جلوہ گر ہوئی ہیں تو رحمانیت کے تابع۔ یعنی رحمانیت کے تابع ایسا نقشہ تشکیل دیا گیا جس کا فیض آئندہ آنے والی مخلوقات کو پہنچنا تھا تو سب صفات کام کر رہی ہیں لیکن رحمانیت کے تابع۔ براہ راست کسی ذات سے تعلق نہیں رکھ رہیں اور یہی معنی ہے کہ رحمانیت تمام صفات پر غالب ہے۔

تو اللہ تعالیٰ جماعت کو توفیق عطا فرمائے کہ ان ذمہ داریوں کو سمجھے۔ میں پھر یہ یقین دلاتا ہوں نظام جماعت کو کہ اگر وہ غنی بھی رہیں اور رحیم بھی رہیں، رحمان بھی رہیں تو ان کو خطرہ کوئی نہیں ہے۔ بے دھڑک نظام جماعت پر عمل کریں ایک ادنیٰ بھی غیر اللہ کا خوف نہ رکھیں۔ کوئی بڑا جدا ہو کر آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن آپ اگر بڑے بنیں گے تو اپنے آپ کو نقصان پہنچائیں گے اس لئے ان کے جواب میں رحمت اور انکسار کا تعلق قائم رکھیں باقی باتیں خدا پہ چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ نظام جماعت کو سلام کے دائرے میں، اس کے سائے میں اس طرح داخل فرمادے کہ نظام جماعت کا ایک ذرہ بھی سلام کی حفاظت سے باہر نہ رہے۔

بقیہ صفحہ

لاتا ہے ان کی کیفیت اور ہوتی ہے۔ حضور نے داعیان الی اللہ کی قبولیت دعا کے بھی حیرت انگیز واقعات کا ذکر فرمایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں حیرت انگیز طور پر سلطانا نصیرا عطا فرمائے۔ "اسلامی اصول کی فلاسفی" کی تصنیف پر اگلے سال، سو سال پورے ہونے پر خصوصی تقریبات منانے کے پروگرام کا ذکر کرتے ہوئے اس کتاب کی عظمت کے مختلف پہلوؤں کا ذکر فرمایا۔ ایم۔ٹی۔اے کیلئے مختلف پروگرامز کی تیاری کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ، ہمت کے ساتھ، بلند ارادوں کے ساتھ، شیروں کی طرح دندناتے ہوئے ترقی اسلام کی شاہراہ پر آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ اسی کی رحمت کا سایہ اسکی رہنمائی کا فیض ہمیشہ ہم پر برستا رہے اور ہمارے شامل حال ہو جائے۔ آمین

۲۳ اللہ ایسا ہی کرے اور جلد تر کرے اس کے بعد حضور نے دعا کروائی اور جلسہ کے دوسرے روز کی کاروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔ (بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۱۵۔۲۱ اگست ۹۶ء)

بقیہ خلاصہ خطاب : صفحہ ۲ سے آگے

اور جو بھی جگہ وہ بناتے ہیں وہ دیکھتے دیکھتے چھوٹی ہو جاتی ہے اور اب جماعت جرمنی کو بڑی وسیع جگہ کی تلاش ہے حضور نے فرمایا کہ یورپ کے ممالک میں اس وقت تک باقاعدہ ۱۵۰ تبلیغی مراکز قائم ہو چکے ہیں اور تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ انگلستان میں بھی برمنگھم میں ۸ء۱۱ ایکڑ رقبہ پر مشتمل ایک عمارت ملی ہے جس کا مسقف حصہ ۳۱۰۰۰ مربع فٹ ہے۔

امریکہ و کینیڈا کے تبلیغی مراکز

حضور نے فرمایا کہ امریکہ بھی تبلیغی مراکز کے اضافہ میں مسلسل جدوجہد کر رہا ہے۔ کینیڈا بھی اس طرف اللہ کے فضل سے توجہ رکھتا ہے اور اب کینیڈا کے تبلیغی مراکز کی تعداد ۸ ہو چکی ہے اس میں تازہ ترین اضافہ وینکوور میں ہوا ہے ایک سکول کی عمارت تقریباً ۹ لاکھ ڈالر میں خریدی گئی ہے اس کا رقبہ ۳۰ ایکڑ ہے کیلگری میں بھی ایک کمپلکس بن رہا ہے مسی ساگا میں بھی اسی قسم کا ایک منصوبہ زیر غور ہے اس وقت تک ہمارے باقاعدہ تبلیغی مراکز کی کل تعداد ۵۲۵ ہے ۸۴ء تک ۲۸۷ تبلیغی مراکز تھے۔

مرکزی مبلغین اور لوکل معلمین

اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے عیسائی دنیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے مبلغین کی تعداد اور اخراجات کے لحاظ سے ہمیں ان سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ کی کوششوں کو ان کے مقابل پر ہزارواں حصہ بھی قرار نہیں دیا جا سکتا جس طرح آٹے میں نمک ہوتا ہے اس سے بھی کم جماعت کی تعداد ہو گی مگر جہاں کوششوں میں کامیابی کا تعلق ہے خدا کے فضل سے یہ ساری کوششیں ایک طرف اور جماعت احمدیہ کی اکیلی کوشش ایک طرف اس کو خدا زیادہ رحمتوں کے پھل عطا کر رہا ہے اور دن بدن اُسے غلبہ عطا کرتا چلا جا رہا ہے۔ تعداد کے لحاظ سے ۸۲۱ کل مرکزی مبلغین اور معلمین کام کر رہے ہیں جبکہ ۱۱ سال پہلے یہ تعداد صرف ۳۶۶ تھی۔ حضور نے فرمایا لیکن ایک فرق ہے جسے ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ ہمارے ہاں معلم نہ تبلیغ کی بنا نہیں ہے نہ مرکزی مبلغ پر نہ لوکل معلم پر۔ تبلیغ میں جو عظیم الشان ایک انقلاب برپا ہوا ہے وہ اس لئے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی اور یہ تعداد بڑھ رہی ہے خود اپنی جان کو تبلیغ میں جھونک رہے ہیں اور کامیابی کا سہرا دراصل دعوت الی اللہ کی تحریک پر ہے

ٹیلی ویژن ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ اشاعت

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے فضل آسمان سے نازل ہو رہے ہیں وہ مختلف صورتوں میں نازل ہو رہے ہیں اور ایم ٹی اے بھی اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم عالمی احسان ہے جس کے ذریعہ جماعت کے روابط بہت مضبوط ہوتے چلے جا رہے ہیں اور جو روابط کمزور تھے وہ زندہ ہوتے چلے جا رہے ہیں نئے نئے ولولے جو میرے دل میں اُٹھتے ہیں وہ آسمان سے تمام احمدی دلوں پر برس رہے ہیں اور خدا کے فضل سے ایک عظیم بیداری اور ہیجان کا عالم ہے جس دور میں سے ہم گزر رہے ہیں ایم۔ ٹی اے کو اس میں غیر معمولی خدمت کی توفیق عطا ہوئی ہے اور اس پہلو سے جبوال برادران کا نام ہمیشہ تاریخ میں زندہ رہے گا اور ان میں سب سے زیادہ خدمت کرنے والا وفا کے ساتھ انکسار کے ساتھ سعید جبوال صاحب ہیں ان کو ان کے بھائیوں اور سب مددگاروں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ان کے علاوہ اللہ تعالےٰ نے ایک نئی ٹیم عطا کی ہے جس کے انچارج رفیق احمد حیات صاحب ہیں ان کے ساتھ بھی والنٹرز دن رات خدمت میں مصروف ہیں ایسے احمدی طالب علم جو کالجوں سے واپس آکر گھر نہیں جاتے سیدھا لنڈن مسجد میں ٹیلی ویژن کے کام کی خدمت کے لئے آجاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ان میں سے ایک کے والدین نے مجھے ملاقات کے دوران بتایا کہ ہم ہرگز شکوہ نہیں کر رہے ہمارا دل خوب راضی ہے کہ ہمارے بیٹے کو خدا یہ خدمت کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ صرف یہ درخواست ہے کہ اس کو کہا کریں کہ کبھی کھانا بھی کھا لیا کرے۔ کہتے ہیں کہ گھر پر تو آتا نہیں کبھی۔ پتہ نہیں وہاں کھانے کا انتظام ہے بھی کہ نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ پتہ چلا کہ بعض دفعہ وہ کھانے سے بے نیاز ہو کر بعض دفعہ گھنٹوں بعد تک کام میں مصروف رہتا تھا۔

حضور نے فرمایا کہ وہ سب دنیا کو کھانا جو کھلا رہے ہیں اس صورت میں بعض دفعہ انسان خود کھانے سے محروم رہ جاتا ہے۔ حضور نے دعا کی کہ اللہ اُن کو آسمانی رزق عطا فرمائے ایسا رزق جو دائمی ان کو قوت عطا فرماتا چلا جائے اس دنیا کا بھی رزق خیر ہو اور آخرت کا بھی رزق خیر ہو۔

حضور نے فرمایا کہ اس ٹیلی ویژن کے ذریعہ ایسی ایسی جگہ رابطہ ہو رہا ہے جہاں پہنچنا ممکن نہیں تھا مختلف ٹیلی ویژن کمپنیوں کی طرف سے بھی ہمارے ٹی وی میں دلچسپی بڑھ رہی ہے اور وہ ہمارے پروگرام ہماری اجازت سے اپنے ٹی وی پر دکھا رہے ہیں۔ چنانچہ ناروے میں اس جلسہ کی کارروائی ٹی وی پر دکھائی گئی ہے۔

حضور نے ریڈیو کے ذریعہ پیغام کی اشاعت کے ذکر میں امیر صاحب گیمبیا کا تحریر کردہ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ گیمبیا میں ایک قبیلہ "سراہولے" ہے جو بہت سخت مزاج ہے۔ مذہبی لحاظ سے بہت کٹر ہے۔ اس قبیلے میں سے ابھی تک ایک آدمی بھی احمدی نہیں ہوا تھا لیکن ریڈیو گیمبیا سے احمدیت کے پروگرام سن کر ان کا ایک صاحب رسوخ آدمی اچانک احمدیہ مشن پہنچا اور کہا کہ ریڈیو کے ذریعہ میں نے جو کارروائی سنی ہے میں حیران ہوں کہ اصل اسلام تو یہ احمدیت ہی ہے اس لئے مجھے لٹریچر دو اور مزید معلومات مہیا کرو۔ انہوں نے بیعت کی اور اب اس علاقہ کا ایک نوجوان وقف کر کے حاضر ہو گیا ہے اور معلم کی ٹریننگ حاصل کر رہا ہے۔

حضور نے مکرم رفیق حیات صاحب کے طوعی کام کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے جو وقت کام کے لئے دیا وہ سالانہ وقت ۱۲۷۵۵ گھنٹے بنتا ہے واقعۃً یہ بہت عظیم خدمت ہے مگر اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو بے جزا نہیں رہنے دیتا۔

سعید جبوال صاحب کی ٹیم نے دوران سال مجموعی طور پر ۵۱۷۵۱ گھنٹے وقت دیا حضور نے فرمایا اکثر معاونت کرنے والے طلباء ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز طور پر ان طلباء کے وقت میں برکت دی اور کامیابیوں سے نوازا۔ حضور نے فرمایا دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی نیت سے جب آپ کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ضرور برکتوں سے نوازے گا۔

حضور نے فرمایا کہ ایم۔ ٹی اے اپنی نوعیت کی ایک ہی عالمی ٹیلی ویژن سروس ہے جس سے تمام دنیا فیض پا رہی ہے اور تمام دنیا حصہ بھی لے رہی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایم ٹی اے کے لئے مختلف پروگراموں کی تیاری اور مختلف زبانوں میں تراجم سے متعلق تفصیل سے ہدایات ارشاد فرمائیں اس ضمن میں ایم ٹی اے پر جاری پروگرام "لقاء مع العرب" کے حوالہ سے مکرم محمد حلمی الشافعی صاحب کا خصوصیت سے ذکر فرمایا جنہیں نہایت عمدگی سے عربی زبان میں ترجمہ کی توفیق مل رہی ہے اور یہ پروگرام دن بدن عربوں میں اور عرب ممالک میں مقبول ہوتا چلا جا رہا ہے۔

مجلس نصرت جہاں کے تحت قائم شدہ سکولوں کا جائزہ

حضور نے تعلیمی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ افریقہ کے ۸ ممالک میں اس وقت ۳۴۹ سکول کام کر رہے ہیں اور خدا تعالےٰ کے فضل سے احمدیہ سکول اعلیٰ معیار رکھتے ہیں اور ان کا نیک اثر ہے۔

مجلس نصرت جہاں کے تحت قائم شدہ ہسپتالوں کا جائزہ

حضور نے فرمایا کہ اس سکیم کے تحت اس وقت جماعت کے ۳۰ ہسپتال ۱۰ ممالک میں کام کر رہے ہیں جن میں ہمارے ۲۸ ڈاکٹر صاحبان کام کر رہے ہیں بورکینا فاسو اور بینن میں ہسپتال کے قیام کا منصوبہ زیر عمل ہے سیرالیون میں موبائیل ڈسپنسری جاری کر دی گئی ہے لائبیریا میں احمدیہ کلینک کا دوبارہ اجراء ہوا ہے۔

اس ضمن میں حضور نے ہومیوپیتھک کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور بتایا کہ ہومیوپیتھک ایک نظام صحت ہے جس میں عظیم خوبیاں موجود ہیں اور بہت ہی سستا علاج ہے۔ ایم۔ ٹی۔ اے پر جو ہومیوپیتھی کلاسز جاری ہیں ان سے کئی ایلوپیتھک ڈاکٹر بھی استفادہ کر رہے ہیں اور کئی ہومیوپیتھک ڈاکٹر بھی باقاعدگی سے یہ لیکچر سنتے ہیں۔ اسی سے مزید دلچسپی لیتے ہوئے کئی غیر احمدی بھی خطبے بھی سننے لگے اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ اگر اسلام سیکھنا ہے تو احمدیت سے سیکھو اس کے سوا کہیں اسلام نہیں۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ علم دو ہی ہیں۔ علم الابدان اور علم الادیان پس آج جماعت احمدیہ کو ان دونوں علوم پر بادشاہی عطا ہوئی ہے اور یہ بادشاہی یہ روحانی سلطنت جو روحانی شفا سے تعلق رکھتی ہے یا بدنی شفا سے تعلق رکھتی ہے اب اس پر جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ نے فائز فرمایا ہے کوئی دنیا کی طاقت اب اس کو جماعت احمدیہ سے چھین نہیں سکتی۔

حضور نے فرمایا کہ ہمیں ہومیوپیتھک لیکچرز کے مختلف زبانوں میں اچھے تراجم کی ضرورت ہے تاکہ ہر جگہ چھوٹے چھوٹے انسٹی ٹیوٹ قائم کئے جائیں۔ پس جن ممالک کو بھی توفیق ملے اول سے لے کر آخر تک ہومیوپیتھک لیکچرز کے اچھے تراجم کر کے ان کی ویڈیوز ہمیں بھجوائیں یہاں سے APPROVAL کے بعد پھر وہاں انسٹی ٹیوٹ قائم کئے جائیں گے انشاء اللہ۔

ضمناً حضور نے قازقستان کا ذکر کرتے ہوئے وہاں کے نمائندگان کو کھڑے ہو کر اپنا تعارف کروانے کا ارشاد فرمایا اس موقعہ پر قازان کے ایک نوجوان نے کھڑے ہو کر بتایا کہ میں بھی یہاں آیا ہوں حضور نے از راہ شفقت و دلداری "قازان" اور "احمدیت ان قازان" کے نعرے بلند فرمائے۔

تحریک وقف نو

حضور نے تحریک وقف نو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کا عظیم احسان ہے کہ ان میں کل تعداد ۱۴۵۷۱ میں سے لڑکوں کی تعداد ۱۰۳۰۳ ہے اور لڑکیوں کی تعداد ۴۲۶۸ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ان اعداد و شمار کا مزید جائزہ لیا جا رہا ہے تاکہ قطعیت کے ساتھ پتہ لگ سکے کہ ان میں سے پیدائش سے پہلے شامل ہونے والے کتنے تھے اور کتنے تھے جنہوں نے بعد میں وقف کئے۔

پریس اینڈ پبلیکیشنز

حضور نے فرمایا کہ اس شعبہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مسلسل کام آگے بڑھ رہا ہے اور ایک ٹیم جو چوہدری رشید احمد صاحب کی سربراہی میں مصروف عمل ہے کثرت کے ساتھ اخبارات و رسائل اور ریڈیو۔ ٹی۔ وی سے رابطے ہیں۔ اللہ ان کی کوششوں میں برکت دے۔

حضور نے فرمایا کہ اس کے علاوہ احمدی ڈاکٹرز اور احمدی آرکیٹکٹس اور انجینئرز کی ایسوسی ایشنز ہیں۔ اب سائنسدانوں کی بھی عموماً ایک بین الاقوامی ایسوسی ایشن قائم کر دی گئی ہے۔ کمپیوٹر سپیشلسٹز کی بھی ایک ایسوسی ایشن قائم کر دی گئی ہے۔ ان سب کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

خدمت خلق

حضور نے بتایا کہ قیدیوں سے رابطہ اور ان کی خبر گیری اور خدمت خلق اور نادار ضرورتمندوں اور یتیموں کی امداد وغیرہ کا سلسلہ خدا کے فضل سے بہت وسیع ہو چکا ہے اسپتالوں اور تعلیمی اداروں کا فیض الگ چیز ہے۔ غریب بچیوں۔ بیواؤں کا خیال۔ یہ سارا عالمی نظام جاری و ساری ہے اور آگے بڑھ رہا ہے۔ بعض ماہرین اس سلسلہ میں وقف کر کے وقت دیتے ہیں۔ اس ضمن میں حضور انور نے مکرم ڈاکٹر جنرل نسیم احمد صاحب کا خصوصیت سے ذکر فرمایا جو ماہر آئی سرجن ہیں انہوں نے گھانا میں ۱۲۰۰ مریضوں کا ایک آئی کیمپ میں علاج کیا۔ سیلاب زدگان کی امداد۔ جاپان میں زلزلے کے متاثرین کی امداد۔ ناروے میں بھی جماعت احمدیہ کو خدمت خلق کے نمایاں کام کی توفیق مل رہی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ فیض رسانی ہے جو دراصل اسلام کی جان ہے اس کو نہ بھولیں۔ روحانی فیض رسانی ہو یا بدنی فیض رسانی ہو۔ یہ فیض رسانیاں اسلام کی روح کا خلاصہ ہیں۔ یاد رکھیں آپ کی فضیلت آپ کے مرتبہ کی بلندی کسی دنیاوی سرداری کے نتیجہ میں نہیں بلکہ خدمت کے نتیجہ میں ہے پس آپ فیض رساں بنیں رہیں اپنی فیض رسانی کے دائرے کو بڑھاتے چلے جائیں دنیا کی سرداریاں چھین کر آپ کو عطا کر دی جائیں گی کیونکہ اللہ اور محمد رسول اللہ کی نظر میں عزت اور سرداری کا مستحق وہی ہے جو بنی نوع انسان کا خادم ہو۔

نمائشیں و بک سٹال

حضور نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کثرت سے نمائشیں اور بک سٹال بھی لگائے جاتے ہیں اور ان کا نیک اثر ہوتا ہے مخالفتیں بھی ہوتی ہیں اس ضمن میں حضور نے چند واقعات کا بھی ذکر فرمایا۔

تراجم قرآن کریم

حضور نے فرمایا بہت سی زبانوں میں تراجم قرآن مجید ہو کر بعض طبع ہو چکے تھے مگر جب چھپ کر موصول ہوئے تو معلوم ہوا کہ بعض غلطیاں رہ گئی ہیں اس لئے ان کو واپس لے کر از سر نو زیادہ احتیاط سے تراجم کئے گئے ہیں اس لئے ابھی تک ۵۰ کے قریب تعداد رک گئی ہے۔ مزید ۲۷ زبانوں میں تراجم کے لئے کوششیں جاری ہیں۔ نئے پریس لگ رہے ہیں نئے رسائل جاری ہو رہے ہیں حضور نے فرمایا کہ اسلام کی تائید میں جو چھپنے نشر کرنے کا اعزاز جماعت احمدیہ کو ملا ہے اس کا عشر عشیر بھی دوسری جماعتوں کو نہیں ملا۔

مالی قربانی

حضور نے فرمایا یہ معاملہ بھی اب بہت پھیل گیا ہے روز بروز نئی مالی قربانی کرنے والے کثرت سے نئی قوموں سے داخل ہو رہے ہیں کہ اب ان کے اعداد و شمار کو سنبھالنا اور پیش کرنا ہمارے بس کی بات نہیں رہی۔ حضور نے فرمایا جہاں لاکھوں کی تعداد میں نئے آ رہے ہیں ان کے بارہ میں بھی یہ ہدایت ہے کہ شروع سے ہی ان کو مالی قربانی کا مزا چکھاؤ کیونکہ مالی قربانی ہی ہے دراصل جو عزت نفس کو قائم رکھتی ہے اور صحیح خطوط پر انسان کی تربیت کو آگے بڑھاتی ہے۔

دعوت الی اللہ کے ثمرات

حضور نے فرمایا خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال دعوت الی اللہ کی کوششوں کو حیرت انگیز طور پر پہلے سے بڑھ کر پھل لگے ہیں صرف امسال دعوت الی اللہ کی تحریک کے ذریعہ افریقہ کے ۹ ممالک میں ۹۸۰ نئی جماعتوں کا قیام ہوا ۱۳۹۲ دیہات میں پہلی بار احمدیت کا نفوذ ہوا اور جماعت قائم ہو چکی ہے ۸۲۷ مساجد بنی بنائی عطا ہوئیں ۶۶۷ چیفس احمدیت میں شامل ہوئے ۹۶۳ امام احمدی ہوئے

ارشادِ نبوی
اَطِعْ اَبَاکَ
اپنے باپ کی اطاعت کر
(منجانب)
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا:
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
۱۶۔ مینگو لین کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱
فون نمبرز:
۲۲۰۵۲۲۲
۲۲۸۱۶۵۲
۲۲۳۰۷۹۴

ہانی پولیمرز
کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز
YUBA
QUALITY FOOT WEAR - 43-4028-5137-5206

اور ۸۲ "الکالی" یعنی گاؤں کے سردار احمدی ہوئے۔ حضور نے فرمایا گزشتہ سال کی چار لاکھ بیعتوں کے مقابل پر اس سال اس سے دُگنے سے زائد بیعتیں ہوئی ہیں۔

فرنچ سپیکنگ ممالک سے متعلق حضورِ انور کی ایک رؤیا۔!

حضور نے فرمایا کہ دو سال قبل جلسہ میں میں نے آپ کو بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسی حیرت انگیز رؤیا دکھائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سابق میں ہمیں انگریزی بولنے والے ممالک میں غیر معمولی نفوذ عطا ہوا تھا اب فرانسیسی بولنے والے ممالک کی باری آنے والی ہے اور ان میں اللہ تعالیٰ غیر معمولی نفوذ عطا فرمائے گا۔ حضور نے وہ رؤیا دوبارہ پڑھ کر سنائی اور پھر موازنے کے طور پر فرنچ سپیکنگ ممالک کی بیعتوں کے اعداد و شمار پیش فرمائے۔ حضور نے بتایا کہ ۱۹۹۰ء میں تمام فرنچ سپیکنگ ممالک میں احمدی ہونے والوں کی تعداد ۸۰۰۰ تھی جو ۱۹۹۱ء میں کم ہو کر ۵۰۵۲ اور ۹۲ء میں ۵۵۳۱ رہ گئی اس کے بعد ۱۹۹۳ء میں پہلی دفعہ یہ تعداد [illegible] ہو گئی اور رؤیا کے بعد ۱۹۹۴ء میں یہ تعداد بڑھ کر ۱۶۲۲۲۷ ہو گئی اور امسال میں اللہ کی رحمتوں کے گیت گاتے ہوئے اس کی حمد و ثنا سے بھر پور اس کے حضور گریاں و ترساں اس کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہوئے یہ اعلان کرتا ہوں کہ امسال خدا کے فضل سے فرنچ سپیکنگ ممالک سے احمدیت میں داخل ہونے والوں کی تعداد ۳ لاکھ ۸۸ ہزار ۹۳۲ ہے۔ حضور نے فرمایا کس نے یہ انقلاب برپا کیا کہ تمام دُنیا سے عالمی بیعتوں میں سے قریباً نصف تک فرنچ سپیکنگ کی تعداد پہنچ گئی ہے رؤیا سے پہلے ۵۵۳۱ اور دو تین سالوں کے اندر بڑھ کر ۳۸۸۹۳۲ بن چکی ہے اور یہ بڑھ رہی ہے۔ پس آسمان کا خدا ہے جو ہمارا حامی و ناصر ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ کشتی جسے (رؤیا میں) میرے ہاتھ چلا رہے تھے اللہ کی رحمت تھی جو اس کشتی کو چلا رہی تھی آسمانی طاقت تھی جو اُسے آگے دھکیل رہی تھی حضور نے دُعا کی کہ مشرق بعید کے ممالک میں بھی تیزی سے احمدیت کے حق میں ایسے انقلاب ظاہر ہوں۔

حضور نے بتایا کہ آئیوری کوسٹ کو اس پہلو سے نمایاں خدمت کی توفیق ملی ہے۔ حضور نے بتایا کہ یہ سال گھانا کی تاریخ میں بھی ایک تاریخی سال ہے کہ امسال ان کو ایک لاکھ سے اوپر تعداد میں نئے افراد احمدیت میں داخل کرنے کی توفیق ملی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مخالفت کے نتیجہ میں بھی ایسی بے شمار برکتیں نازل کرتا ہے حضور نے فرمایا آج مخالفین احمدیت جو زور مارنا ہے مار لیں جو سر پھوڑنے ہیں دیواروں سے سر پھوڑیں وہ اپنے سر ٹکرا ٹکرا کر نیم جان اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں ان کو مرگی کے دورے پڑنے لگیں ان کی آنکھوں کے حلقے روتے روتے گڑھا جائیں مگر خدا کی قسم اس تقدیر کو نہیں بدل سکتے۔ ہم آگے بڑھنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں گے ان کی ہر روک ہمارے راستے کے پتھر ہٹائے گی اور ان کی مخالفتیں ان کے سر کچلیں گی یہ وہ تقدیر ہے جو ظاہر ہو رہی ہے اور آگے بڑھ رہی ہے۔ کوئی ہے ماں کا جایا جو اس تقدیر کو بدل کر دکھائے۔

حضور نے ہندوستان کے معاند مولوی اسماعیل سونگھڑوی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے لنڈن میں یہ اعلان کیا تھا کہ "جماعت احمدیہ مفروضی مظلومیت کا پرچار کر کے موت کی آخری ہچکی لے رہی ہے سلطنت برطانیہ کی طرح جماعت احمدیہ کا سورج بھی غروب ہو چکا ہے کسی ملک میں اس کا وجود نہیں ہے اور پھر اس نے بنگلور میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

"اب میں ۷۹ سال کی عمر کو پہنچ چکا ہوں میرے سر اور مونچھوں میں سفیدی طاری ہو چکی ہے میں نے اپنی ساری زندگی قادیانیت کی مخالفت میں گزاری لیکن مسلمانوں نے میرا ساتھ نہیں دیا۔ اڑیسہ میں اب گھر گھر قادیانیوں کا ترجمۂ قرآن پڑھا جاتا ہے اور انہوں نے صوبہ بھر میں اپنا اُردو لٹریچر پھیلایا ہے اگر مسلمان میرا ساتھ دیتے تو یہ صورتحال پیدا نہ ہوتی لیکن اب وہ بہت آگے بڑھ رہے ہیں"۔ حضور نے فرمایا کس طرح خدا دشمنوں سے اعتراف شکست کرواتا ہے آپ نے فرمایا یہ اس بڈھے کی آخری ہچکی ہے اور اپنے منہ سے یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ غیر ممالک میں تو احمدیت کا کیا خاتمہ کرنا ہے اپنے صوبے میں اپنے علاقے میں ہی ناکام و نامراد ہو چکا ہوں اور ذلت و رسوائی کے سوا میرے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا تھا کہ مختلف قوموں میں ایسے رجال لے کر آؤں گا جن پر میں آسمان سے الہام کروں گا کہ اُٹھو اور میرے بندے مرزا غلام احمد کی مدد کرو اور آج دُنیا میں ہم کثرت کے ساتھ اس پیشگوئی کو پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ ایسے بہت سے واقعات ہیں جن کا اشارۃً حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا وہ لوگ جن کی انگلی خدا پکڑتا ہے اور الہام کر کے ان کو احمدیت کی طرف

(باقی صفحہ ۹ پر دیکھئے)

طالب دُعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/s NISHA LEATHER
SPECIALIST IN LEATHER BELTS LEATHER
LADIES AND GENTS BAG, JACKETS WALLETS etc.
19A, JAWAHAR LAL NEHRU ROAD
CALCUTTA - 700081

Star PH- 543105
CHAPPALS
WHOLLSELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP BLOCK NO 7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN-208001

NEVER BEFORE
GAURANTED PRODUCT
NIR
SONIKY
HAWAI CHAPPLES
NEW INDIA RUBBER WORK
34-A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD
CALCUTTA - 15

C.K. ALAVI
RABWA WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM
PIN-679339
KERALA
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

साप्ताहिक 'बद्र'

सम्पादक :-
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम खान
क़रेशी मुहम्मद फ़ज़लुल्लाह

क़ादियान [पंजाब]

वर्ष 2 हिन्दी भाग | 10-17 अगस्त 1995 | अंक 32-33

पवित्र क़ुर्आन

संयम

(हे रसूल!) तू लोगों को हिक्मत तथा सदुपदेश द्वारा अपने रब्ब की राह की ओर बुला। उन से उन के मतभेदों के विषय में अच्छे ढंग से वाद-विवाद कर। तेरा रब्ब उन लोगों को (भी सब से, बढ़ कर जानता है जो इस की राह से भटक गए हैं तथा उन्हें भी जो हिदायत पाते हैं।

यदि तुम (अत्याचारियों) को दण्ड दो तो जितना अत्याचार तुम पर किया गया हो उतना ही तुम दण्ड दो और यदि तुम धैर्य धारण करोगे तो वह धैर्यवानों के लिए अच्छा होगा।
और (हे रसूल!) तू धैर्य से काम ले तथा तेरा धैर्य धारण करना अल्लाह की सहायता से ही हो सकता है एवं तू उन लोगों की दशा) पर दुखी न हो और जो बुरे उपाय वे करते हैं उन के कारण भी तू दुःख न कर।

(और याद रख कि) निस्सन्देह अल्लाह उन लोगों के साथ होता है जिन्हों ने संयम धारण किया हो तथा जो सदाचारी हों।
(अल-नहल 126-129)

आदाबे-नमाज़

हदीस शरीफ़

हज़रत आइशा (अल्लाह उन से राज़ी हो) वर्णन करती हैं कि हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लअम तक्बीर (अर्थात् अल्लाहो अक्बर)[2] कह कर नमाज़ शुरु करते। इस के बाद सूरः फ़ातिहः पढते। जब रुकू करते तो सिर को न तो ऊपर उठा कर रखते और न ही ज्यादा नीचे को झुकाते बल्कि अपनी पीठ के बराबर रखते। जब रुकू से उठते तो सीधे खड़े हो कर फिर सजदः में जाते और जब सजदः से सिर उठाते तो पूरी तरह बैठने के बाद दूसरा सजदः करते और दो रकअत पूरी करने के बाद तशहहुद में बैठते। उस समय अपना सीधा पांव खड़ा रखते तथा उलटा पांव बिठा देते और इस तरह बैठ कर तशहहुद पढ़ते और शैतान की तरह बैठने अर्थात् ऐड़ी पर बैठने से रोकते और सजदः के समय में हाथ फैलाने से रोकते जिस तरह कुत्ता अपने हाथ फैला कर बैठता है। अन्त में अस्सलामो अलैकुम कह कर अपनी नमाज़ समाप्त करते। (मुस्नद अहमद भाग 6 पृष्ठ 31)

पवित्र शक्ति

मलफ़ूज़ात

"और मुझे उस खुदा की कसम है जिसके हाथ मे मेरी जान है कि मुझे पवित्र कुर्आन के हक़ायक़ और मुआरिफ़ (तथ्य और सूक्ष्म ज्ञान) समझने में प्रत्येक आत्मा पर ग़लबा (विजय) दिया गया है। यदि उनमें कोई मौलवी मेरे मुक़ाबिल पर आता-जैसा कि मैंने कुर्आनी तफ़सीर (व्याख्या) के लिए बार-बार विरोधी मौलवियों को बुलाया - तो खुदा उसको ज़लील और शर्मिन्दा करता। अस्तु जो पवित्र कुर्आन को समझने की पवित्र शक्ति मुझ को दी गई है, यह अल्लाह का चमत्कार है। अल्लाह तआला के फ़ज्ल से मुझे पूर्ण विश्वास है कि अति शीघ्र दुनिया देखेगी कि मैं इस बयान में सच्चा हूं।"

(रूहानी ख़ज़ायन भाग-12, पृष्ट 41, सिराज-ए-मुनीर, पृष्ठ 39)★

हज़रत पैग़म्बरे इस्लाम का साधरण जीवन

(गतांक से आगे)

जब आप भोजन करने के लिए बैठते तो बिस्मिल्लाह (परमात्मा के नाम के साथ) कहकर भोजन आरम्भ करते थे और जब भोजन समाप्त हो चुकता तो इस प्रकार परमात्मा की स्तुति करते-

सब प्रकार की स्तुति परमात्मा के लिए है जिसने हम को भोजनादि पदार्थ प्रदान किए। अत्याधिक स्तुति, श्रद्धापूर्ण विशुद्ध स्तुति, सदा बढ़ने वाली स्तुति, ऐसी स्तुति नहीं जिसके पश्चात् मनुष्य यह समझे कि मैं यथार्थ स्तुति कर चुका, ऐसी स्तुति जो कभी समाप्त होने वाली न हो, जिस से मन पर यही प्रभाव हो कि परमात्मा का प्रत्येक कार्य स्तुत्य है। हे परमात्मन्! हमारे हृदयों को पवित्र विचारों से परिपूर्ण कर दे। कभी आप यह प्रार्थना किया करते थे-

सर्व प्रकार की स्तुति परमात्मा के लिए है जिसने हमारी भूख तथा प्यास को निवारण किया। हमारा मन उसकी स्तुति से कभी तृप्त न हो और हम कभी कृतघ्नता न करें। (बुख़ारी)

आप सदैव अपने सहचारियों को उपदेश दिया करते थे कि तृप्त हो जाने से पूर्व ही भोजन करना छोड़ देना चाहिए। आप कहा करते थे कि एक पुरुष का भोजन दो पुरुषों के लिए पर्याप्त होना चाहिए। जब कभी आपके घर में स्वादिष्ट पदार्थ बनता तो आप घर वालों से कहा करते कि अपने पड़ौसियों का ध्यान रखना। आप अपने पड़ौसियों के घर भोजन तथा अन्य वस्तुएं उपहार स्वरुप भेज दिया करते थे। (मुस्लिम तथा बुख़ारी)

आप अपने सहचारियों की मुखाकृति से मालूम करते रहते कि इनमें से कोई निराहार तो नहीं। हज़रत अबू-हुरैरह का कथन है कि एक बार वह निरन्तर तीन दिन निराहार रहे जब भूख से अत्यन्त व्याकुल हो गये तो मस्जिद के द्वार में आकर खड़े हो गए सौभाग्यवश वहां से हज़रत अबू-बकर गुज़रे तो उन्होंने उनसे कुर्आन शरीफ़ की एक आयत के अर्थ पूछे (जिसमें निर्धनों को भोजन खिलाने का आदेश है) हज़रत अबू-बकर ने यह समझा कि सम्भवत: इस आयत का अर्थ यह जानते नहीं। उन्होंने आयत के अर्थ बतला दिए और चले गए (हज़रत अबू-हुरैरह जब लोगों के सामने यह

★ "मैं अकेला नहीं, वह मौलाकरीम मेरे साथ है और कोई उस से बढ़ कर मुझ से निकटतम नहीं। उसी के फ़ज़ल से मुझ को यह 'आशिक़ाना' प्रवृति मिली है कि दुःख उठा कर भी उसके धर्म (इस्लाम) के लिए सेवा करुं और इस्लाम की धार्मिक विजय के लिए पूरे उत्साह और शुद्ध हृदय से अपनी सेवाएं समर्पित करु इस कार्य पर स्वयं उसी ने मुझे नियुक्त किया है। अब किसी के कहने पर मैं रुक नहीं सकता।"
(रूहानी ख़ज़ायन भाग-5, पृष्ठ 35, आईना कमालात-ए-इस्लाम भूमिका)

वेश-भूषा वस्त्र तथा आभूषण

वेश-भूषा में हज़रत रसूले करीम को सरलता और सादगी प्रिय थी। आपका कुर्ता और तहबन्द, अथवा कुर्ता और पायजामा हुआ करता था। तहबन्द एवं पायजामा टखने (पैर के गिट्टे) से ऊपर और घुटने से नीचे होता था घुटनों अथवा उससे ऊपर शरीर के नंगे हो जाने को आप पसन्द न करते थे। अति विवशता के अतिरिक्त ऐसे वस्त्र जिन पर बड़े-बड़े चित्र हों जो मूर्ति-पूजा का सूचक हो, पहनने अथवा उससे पर्दे आदि बनाना की आज्ञा न देते थे। एक बार आपने अपने घर में एक ऐसा पर्दा लटका देखा जिस पर बड़े-बड़े चित्र थे। आपने आज्ञा दी कि उसको तुरन्त उतार दिया जाए। छोटे-छोटे चित्रों वाले कपड़ों के प्रयोग में कोई आपत्ति न समझते थे। आप रेशमी वस्त्र कभी न धारण करते, न मुसलमानों को धारण करने की आज्ञा देते राजाओं के भेजे जाने वाले पत्रों पर छाप लगाने के लिए अपने एक मोहर वाली मुद्रा बनवाई थी आप ने आज्ञा दी थी कि मुद्रा सोने की न हो अपितु चांदी की हो। आप कहा करते थे कि परमात्मा ने मेरे अनुयायियों को (पुरुषों को) सोना धारण करने की आज्ञा नहीं दी। (बुखारी तथा मुस्लिम)। स्त्रियों को रेशमी वस्त्र और सोने के आभूषण आदि धारण करने की आज्ञा थी, परन्तु इस सम्बन्ध में आदेश था कि अपव्यय न हो और न ही मर्यादाओं का उल्लंघन हो एक बार आपने निर्धनों की सहायता के लिए कुछ धन-एकत्र किया। एक स्त्री ने अपना कंकण उतार कर आपको भेंट कर दिया। आपने कहा, 'क्या तुम अपना दूसरा हाथ नरक की प्रचंड अग्नि से बचाना नहीं चाहती ? उस स्त्री ने दूसरा कंकण भी उतार कर दे दिया, आपकी धर्म-पत्नियों के पास मूल्यवान आभूषण न थे। दूसरी मुसलमान स्त्रियां भी आपकी आज्ञाओं का परिपालन किया करती थीं। भूषणादि बनवाने की ओर उसकी रुचि न थी। आप क़ुर्आन शरीफ़ की शिक्षा के अनुसार उपदेश किया करते थे कि धन एकत्र कर रखना निर्धनों के अधिकारों को नष्ट कर देता है अतः सोने-चांदी का किसी रूप में घरों में संग्रहीत कर लेना देश की आर्थिक स्थिति को नष्ट कर देता है और यह प्रत्यक्ष पाप है।

एक बार हज़रत उमर ने आपसे सविनय निवेदन किया कि बड़े-बड़े राजाओं तथा सामान्तों की ओर से दूत आये हैं। आप एक मूल्यवान चोगा बनवा लें और ऐसे अवसर पर धारण कर लिया करें। हज़रत उमर की बात को सुनकर आप अप्रसन्न हुए और कहा–

"परमात्मा ने मुझे इन बातों के लिए नहीं भेजा। मैं प्रत्येक से अपने साधारण वस्त्रों में ही मिला करूंगा।"

एक बार एक रेशमी चोगा आपको भेंट किया गया। आपने उसे हज़रत उमर को उपहार स्वरुप भेज दिया। दूसरे दिन आप ने हज़रत उमर को वही चोगा पहने देखा तो आप अप्रसन्न हुए। हज़रत उमर ने कहा, हे परमात्मा के रसूल ! यह रेशमी वस्त्र आपने ही तो दिया था। अब मैं उसको क्या करूं ? हज़रत रसूले क़रीम ने कहा-

"प्रत्येक वस्तु अपने ही प्रयोग के लिए तो नहीं होती। आप यह अपनी स्त्री को अथवा अपनी बेटी को दे सकते हैं, अथवा किसी अन्य प्रयोग में ला सकते हैं।" (बुख़ारी)

बिस्तर

आपका बिस्तर भी बहुत साधारण था। आप कभी शैया पर नहीं सोये थे। आप जब भूमि पर ही बिस्तर किया करते थे। चमड़े का एक टुकड़ा अथवा ऊंट के बालों का बना हुआ एक कपड़ा, यह आपका बिस्तर था। हज़रत आयशा का कहना है कि हमारा बिस्तर इतना छोटा होता था कि जब हज़रत रसूले करीम अर्द्ध रात्रि को नमाज़ के लिए खड़े हो जाते तो मैं एक ओट होकर लेट जाती और टांगे सीधी कर लिया करती और जब आप सजदा (दंडवत्) करते तो टांगें इकट्ठी कर लिया करती थी। (मुस्लिम)

निवास स्थान :- आपका घर भी अत्यन्त साधारण था। आपके घरों में प्रायः एक-एक कमरा होता था और एक छोटा आंगन। उस कमरे में आरपार रस्सी बन्धी होती थी। जब कोई भेंट के लिए आता तो उस रस्सी पर कपड़ा डाल करके कमरे के दो भाग कर लिए जाते। एक में आपके घर वाले होते और दूसरे में आप आगन्तुकों से भेंट करते।

आपका जीवन इतना सरल था कि हज़रत आयशा ने आप के परलोकवास कर जाने के पश्चात् बताया कि हज़रत रसूले करीम के जीवनकाल में बहुधा हमें केवल खजूर और जल पर निर्वाह करना पड़ता था। जिस दिन आपका स्वर्गारोहण हुआ हमारे घर में खजूर और जल के अतिरिक्त कोई वस्तु न थी (बुख़ारी)

परमात्मा से प्रेम और उसकी भक्ति : हज़रत पैग़म्बरे इस्लाम का सम्पूर्ण जीवन प्रभु प्रेम में रत था। बड़े-2 उत्तरदायित्व होने पर भी आप रात-दिन ईश्वर-भक्ति में मग्न रहते थे। अर्द्ध रात्रि को आप बिस्तर छोड़ दिया करते थे और सूर्योदय पर्यन्त ईश्वरोपासना करते रहते। कभी-कभी अधिक समय तक खड़ा रहने के कारण आपके पांव भी सूज जाते थे। आपकी दशा को देखकर देखने वालों का हृदय द्रवित हो जाता था। हज़रत आयशा कहती है कि एक बार ऐसे ही अवसर पर मैंने कहा, हे परमात्मा के रसूल आप तो परमात्मा को बहुत प्रिय हैं, आप अपने शरीर को क्यों इतना कष्ट पहुंचा रहे हैं। " हज़रत रसूले करीम ने उत्तर दिया, आयशा –

जब यह बात सत्य है कि परमात्मा मुझ से प्रेम करता है और मेरा उससे घनिष्ट सम्बन्ध है तो क्या यह मेरा कर्त्तव्य नहीं कि यथाशक्ति मैं भी उसका धन्यवाद करूं ? उसके अनुग्रह तथा कृपा के बदले में धन्यवाद ही करना चाहिए।" (बुख़ारी)

आप कोई भी कार्य परमात्मा की आज्ञा के बिना न करते थे। यह बताया जा चुका है कि मक्कावासियों के द्वारा घोर अत्याचार किये जाने पर भी आपने उस समय तक मक्का नगर को न छोड़ा जब तक कि परमात्मा ने आकाशवाणी द्वारा आपको ऐसा करने की आज्ञा न दी। मक्का वालों के बढ़ते हुए अत्याचारों को अनुभव करके आपने जब सहचारी महोदयों को हब्शाह की ओर हिजरत (प्रवास) कर जाने की आज्ञा दी और उन्होंने अपनी कामना प्रकट की कि आप भी उनके साथ चलें तो आपने कहा, "कि मुझे अभी परमात्मा की ओर से आज्ञा नहीं मिली।'

संकट के समय जब लोग प्रायः अपने घनिष्ट सम्बन्धियों तथा सज्जनों को अपने पास बुला लेते हैं आपने अपने अनुयायियों को हब्शाह की ओर हिजरत (प्रवास कर जाने का आदेश दिया और स्वयं एकाकी मक्का मे रहे। ऐसा क्यों ? इस कारण कि परमात्मा ने आपको अभी हिजरत (प्रवास) करने की आज्ञा नहीं दी थी। (क्रमशः)

बब्बल प्रिंटिंग प्रैस, कादियां फोन 20121 प्रिन्टर व पब्लिशर मुनीर अहमद हाफिज़ाबादी